بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 25-26

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

20-13 ذوالحجہ 1445 ہجری قمری ● 20-27 /احسان 1403 ہجری شمسی ● 20-27 جون 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَھُوَ الَّذِیۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَجَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ وَاَنۡھٰرًا ؕ وَمِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیۡہَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّھَارَ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ○ (سورہ رعد، آیت 4)

ترجمہ : اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس نے پہاڑ اور دریا بنائے اور ہر قسم کے پھلوں میں سے اس نے دو دو جوڑے بنائے وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے ۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے نشانات ہیں ۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14/جون 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ
تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے
اور دار النجاۃ میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو محدّث کے درجہ تک پہنچ جائیں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہو پیدا ہوتے ہیں تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا (حٰمٓ السجدۃ:۳۱) سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے   یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

”یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجاۃ میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 17، ایڈیشن 2018، قادیان)

......☆......☆......☆......

حج ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رُکن ہے

وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہو اور جن کی صحت سفر کے بوجھ کو برداشت کر سکتی ہو اُن کا فرض ہے کہ وہ اس حکم پر عمل کریں اور حج بیت اللہ کی برکات سے مستفیض ہوں، اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو جلدی حج کر لینا چاہیے

حج سے مسلمانوں کے اندر مرکزیت کی روح بھی پیدا ہوتی ہے اور انہیں اپنی اور باقی دنیا کی ضرورتوں کے متعلق غور و فکر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کی خوبیوں کو دیکھنے اور اُنکو اخذ کرنے کا انہیں موقع ملتا ہے اور باہمی اخوت اور محبت میں ترقی ہوتی ہے ۔ غرض حج ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رُکن ہے جسکی طرف اسلام نے لوگوں کو توجہ دلائی ہے ۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہو اور جنکی صحت سفر کے بوجھ کو برداشت کر سکتی ہو اُنکا فرض ہے کہ وہ اس حکم پر عمل کریں اور حج بیت اللہ کی برکات سے مستفیض ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں آجکل کے امراء کیلئے سب سے بڑی نیکی حج ہی ہے کیونکہ باوجود مال و دولت کے وہ کبھی حج کیلئے نہیں جاتے اور جو لوگ حج پر جاتے ہیں اُن میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جن پر حج واجب نہیں ہوتا۔ میں جب حج کیلئے گیا تو ایک حاجی میرے پاس آیا اور اُسنے مجھ سے کچھ مانگا۔ حضرت نانا جان صاحبؓ مرحوم میرے ساتھ تھے انہوں نے اُسے کہا کہ اگر تمہارے پاس کچھ نہیں تھا تو تم حج کیلئے آئے کیوں؟ وہ کہنے لگا۔ میرے پاس بہت روپے تھے مگر سب خرچ ہو گئے ۔ حضرت نانا جان مرحوم نے پوچھا کہ کتنے روپے تھے وہ کہنے لگا جب میں بمبئی پہنچا تھا تو میرے پاس پینتیس روپے تھے اور میں نے ضروری سمجھا کہ حج کر آؤں۔ تو وہ پینتیس رپوؤں کو ہی بہت سمجھتا تھا مگر مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ۵ ۳ ہزار بلکہ ۵ ۳ ۔ ۵ ۳ لاکھ روپے رکھتے ہیں اور پھر بھی وہ حج کیلئے نہیں جاتے لیکن غرباء میں بہت حاجی نظر آتے ہیں ۔ ایک شخص ساری عمر تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کرتا رہتا ہے اور جب چند سو روپیہ اسکے پاس اکٹھا ہو جاتا ہے تو وہ تمام عمر کا اندوختہ لے کر حج کے لئے چل پڑتا ہے حالانکہ اُسی روپیہ پر اُس کے بیوی بچوں کی آئندہ زندگی کا مدار ہوتا ہے ۔ وہ اگر اس روپے سے اچھے بیل خرید لے یا کچھ ایکڑ زمین لے لے تو اس کے بیوی بچوں کیلئے سہولت پیدا ہو سکتی ہے لیکن وہ اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتا اور روپیہ اٹھاتا اور حج کیلئے چل پڑتا ہے۔ تو امراء کیلئے سب سے بڑی نیکی حج ہے کیونکہ وہ حج میں سب سے زیادہ کوتاہی کرتے ہیں ۔ اسی طرح کئی ملازم ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ پنشن لے کر حج کو جائیں گے لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ پنشن پانے کے بعد زندگی بھی پائیں گے یا نہیں ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ پنشن لینے کے بعد ایسے بیمار پڑتے ہیں کہ اس قابل ہی نہیں رہتے کہ حج کو جا سکیں ۔ پنشن تو گورنمنٹ دیتی ہی اُسی وقت ہے جب اچھی طرح نچوڑ لیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اب یہ ہمارے کام کا نہیں رہا۔ پھر بعض لوگ کاروبار کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اگلے سال جائینگے پھر اُس سے اگلے سال کا ارادہ کر لیتے ہیں حالانکہ دُنیا کے کام تو ختم ہوتے ہی نہیں ۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو جلدی حج کر لینا چاہیئے ۔

میں جب تعلیم کیلئے مصر گیا تو ارادہ تھا کہ حج بھی کرتا آؤنگا۔ مگر یہ پختہ ارادہ نہ تھا کہ اُسی سال حج کرونگا۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ واپسی پر حج کرونگا۔ جب میں بمبئی پہنچا تو وہاں نانا جان صاحبؓ مرحوم بھی آملے ۔ وہ براہ راست حج کو جا رہے تھے۔ اس پر میرا بھی ارادہ پختہ ہو گیا کہ اسی سال ان کے ساتھ حج کر لوں ۔ جب پورٹ سعید پہنچے تو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر حج کی نیت ہے تو کل ہی جہاز میں سوار ہو جاؤ کیونکہ یہ آخری جہاز ہے گو حج میں ابھی دس پندرہ روز کا وقفہ تھا مگر فاصلہ بھی وہاں سے قریب ہے اسلئے خیال کیا جاتا تھا کہ ابھی اور کئی جہاز حاجیوں کے مصر سے جدہ جائینگے میرے ساتھ عبدالحئی صاحب عرب بھی تھے وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اگلے جہاز پر چلے جائینگے مگر مجھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر نیت ہے تو اسی جہاز سے جاؤ ورنہ جہازوں میں روک پیدا ہو جائیگی۔ اسلئے میں نے چلنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ وہاں جو ایک دو اصحاب واقف ہوئے تھے وہ بھی کہنے لگے کہ ابھی تو کئی جہاز جائینگے ۔ قاہرہ اور اسکندریہ وغیرہ دیکھتے جائیں۔ اتنی دُور آکر انکو دیکھے بغیر چلے جانا مناسب نہیں مگر میں نے کہا کہ مجھے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل نہ جانے سے حج رہ جانے کا خطرہ ہے اسلئے میں تو ضرور جاؤنگا۔ چنانچہ اُس جہاز ران کمپنی سے گورنمنٹ کا کوئی جھگڑا تھا اس جھگڑے نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ وہ جہاز آخری ثابت ہوا اور کمپنی والے اس سال حاجیوں کیلئے کوئی اور جہاز نہ لے گئے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 33، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صلہ رحمی کا ثواب

(2594) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام کریب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہؓ نے اپنی ایک لونڈی آزاد کر دی تو آپؐ نے ان سے فرمایا: اگر تم اپنے ننھیال والوں سے کسی کو دے کر صلہ رحمی کرتیں تو یہ بات تمہارے ثواب کو زیادہ کرنے کا موجب ہوتی۔

ہدیہ کا زیادہ مستحق کون ہوتا ہے

(2595) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو میں ہدیہ بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا: ان میں سے اُس کو جس کا دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔

(تشریح) حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
صلہ رحمی میں رشتہ دار غیر رشتہ دار کے مقابل میں مقدم کئے جائیں گے اور حق ہمسائیگی میں ہدیہ کے لئے قریب ترین ہمسایہ مقدم ہوگا، اگر سب کو ہدیہ نہیں بھیجا جا سکتا۔ (بخاری کتاب الھبہ)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

- خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 31/مئی 2024 (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- واقفاتِ نو لجنہ اماء اللہ یو کے کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
- اعلان نکاح، جنازہ حاضر و غائب۔ وصایا، نظم
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

بابی اور بہائی کے عقائد اسلامی تعلیمات سے متضاد ہیں، اس فرقہ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں

اس فرقہ کے پیروکار عام طور پر اپنی تعلیمات لوگوں سے چھپاتے اور لوگوں کو صرف وہ باتیں بتاتے ہیں جو لوگوں کو اچھی لگیں، اپنے فرقہ کو پھیلانے کیلئے یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں

بابی اور بہائی فرقہ کی ابتدا علی محمد باب سے ہوئی تھی، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا

اور چونکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا اس لیے سورۃ الحاقہ آیت 45 تا 48 میں بیان قرآنی وعید کے تحت قتل کیا گیا

بہاء اللہ کے ذریعہ بہائیت کی بنیاد پڑی لیکن بہائیت کو بھی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی، مرزا حسین علی نوری المعروف بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا

سورۃ الاحزاب آیت 8 کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عہد لینے کا یہی مطلب ہے کہ

آپ کی امت کو اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں کوئی نبی آئے تو امت ضرور اسے قبول کرے

سورۃ آل عمران کی آیت ۸۲ میں ہے کہ ہر نبی کو اس کے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے

عام حالات میں عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا گیا، لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیا گیا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن اس معاملہ میں ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی

کسی مجبوری کی صورت میں اگر عورتیں بھی قبرستان آجائیں تو اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں لیکن ایسی صورت میں

وہ تدفین کے وقت الگ رہیں گی اور تدفین میں وہ شامل نہیں ہوں گی، البتہ تدفین مکمل ہونے پر دعا میں شامل ہو سکتی ہیں

نماز کی نیت سے صرف اس قدر مراد ہے کہ انسان کے دل میں یہ ہونا چاہئے کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے الفاظ کا ادا کرنا یا

نماز شروع کرنے سے پہلے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کے کلمات دہرانا کسی نص سے ثابت نہیں

احادیث سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرنے کے بعد مختلف کلمات پڑھا کرتے تھے تکبیر تحریمہ کے بعد

ایک لمبی دعا پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے جس کا آغاز آپ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کے کلمات سے فرماتے تھے

تکبیر تحریمہ کے بعد جو ہم وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کی مسنون دعا پڑھتے ہیں

وہ نیت نماز کے طور پر نہیں پڑھتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے تابع ہم یہ دعا یا یہ کلمات پڑھتے ہیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 72)

سوال: مراکش سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا بابی اور بہائی لوگ مسلمان ہیں۔ نیز یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باب اور بہاء اللہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تقویت بخشی (فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ۔ سورۃ یٰسین: 15) کیا یہ بات درست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 ؍جنوری 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: بابی اور بہائی اگر خود کو مسلمان کہتے ہیں تو ہم ان کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فیصلہ نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کے عقائد اسلامی تعلیمات سے متضاد ضرور ہیں۔ پس ان کے دعویٰ اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی بہتر فیصلہ کرے گا۔ باقی اس فرقہ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک بالکل الگ فرقہ ہے جس کے عقائد اسلامی تعلیمات کے کھلے کھلے منافی ہیں۔ اس فرقہ کے پیروکار عام طور پر اپنی تعلیمات لوگوں سے چھپاتے اور لوگوں کو صرف وہ باتیں بتاتے ہیں جو لوگوں کو اچھی لگیں۔ نیز اپنے فرقہ کو پھیلانے کے لیے یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

بابی اور بہائی فرقہ کی ابتدا علی محمد باب سے ہوئی تھی، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور چونکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا اس لیے سورۃ الحاقہ آیت 45 تا 48 میں بیان قرآنی وعید ’’اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔‘‘ کے تحت قتل کیا گیا۔ باب کے قتل ہونے کے بعد اس فرقہ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور باب ہی کے دو مریدوں مرزا یحییٰ صبح ازل اور مرزا حسین علی نوری المعروف بہاء اللہ (جو آپس میں سوتیلے بھائی بھی تھے) میں اختلاف ہو گیا۔ بہاء اللہ نے صبح ازل کو شیطان اور دجال قرار دیا اور خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس طرح بہاء اللہ کے ذریعہ بہائیت کی بنیاد پڑی۔ لیکن بہائیت کو بھی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور بہاء اللہ کی موت کے بعد ان میں مزید اختلافات پیدا ہوتے چلے گئے۔

پس علی محمد باب اور مرزا حسین علی نوری المعروف بہاء اللہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تو یقیناً انہیں ترقیات نصیب ہوتیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا کہ علی محمد باب نبوت کے جھوٹے دعویٰ کی پاداش میں قتل کیا گیا اور بہاء اللہ نے خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور دونوں کی تعلیمات سراسر اسلام کے خلاف تھیں۔

پھر بہائیوں کا یہ بھی ایک طریق کار ہے کہ وہ اپنے عقائد کی کتب عام طور پر لوگوں سے چھپاتے ہیں نیز لوگوں سے اپنے عقائد، اپنی تعداد اور اپنی ترقی کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا سے اپنے فرقہ میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بابی اور بہائی فرقہ کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 16 ؍اگست 1969ء کو بہائیت کے بارے میں ایک تفصیلی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا، اس کا بھی آپ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ میں عربی ڈیسک کو ہدایت کر رہا ہوں کہ وہ اس خطبہ کا عربی ترجمہ کر کے آپ کو بھجوائیں۔

باقی آپ کا سوال کہ فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ سے مراد باب اور بہاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تقویت بخشی؟ اس سوال پر تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے اوپر باب اور بہاء اللہ کی اصلیت بیان کر دی ہے، اس کی روشنی میں یہ تصور بھی نا قابل سوچ ہے۔

اور جہاں تک قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر کا تعلق ہے تو اس بارے میں مفسرین نے سابقہ انبیاء میں سے مختلف نام لکھے ہیں۔ بعض نے اس آیت کا مصداق حضرت موسیٰ کے بعد حضرت ہارون اور پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو قرار دیا ہے اور بعض نے شمعون، یوحنا اور پولوس کے نام لکھے ہیں۔ بعض نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون یا حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات مراد لی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ: تیسرا (محمد مصطفیٰ ؐ) ایسا زبردست آیا کہ اس قوم سے کوئی لات وعزّیٰ کا پرستار نہ رہا۔ بلکہ تمام عرب مسلمان ہو گیا بلکہ تمام دنیا کے مذاہب کے معابد اس کے نام پر فتح ہوئے۔ (1) یوروشلم (2) آتش کدہ آذر (3) خانہ کعبہ۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 458)

سوال: یوکے سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے قرآن کریم کی آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ (الاحزاب: 8) یعنی (یاد کرو) جب کہ ہم نے نبیوں سے ان پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا تھا، کے حوالے سے دریافت کیا ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم الکلام کی روشنی میں اس سے مراد ہے کہ یہ حکم نبی کی امت کے لیے ہے؟ کیونکہ بعض اوقات مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتے ہیں لیکن مرجع کلام امت کی طرف ہوتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 19 ؍جنوری 2023ء میں اس بارے میں درج ذیل

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت خبیبؓ پہلے صحابی تھے جن کو لکڑی پر باندھ کر شہید کیا گیا

حضرت خبیبؓ پہلے تھے جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی سنّت قائم کی تھی

یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور اللہ کی خاطر قربانیاں کرنے والے تھے
اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی قدر کرتا تھا اور پھر مرنے کے بعد بھی ان کی نعشوں کو محفوظ رکھا

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کا ایمان افروز بیان اور فلسطین، سوڈان نیز یمنی اور پاکستانی احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک

مکرم چودھری منیر احمد صاحب (مربی سلسلہ امریکہ) ڈائریکٹر مسرور ٹیلی پورٹ (ایم ٹی اے انٹرنیشنل امریکہ) اور مکرم عبدالرحمٰن کٹی صاحب آف الانلور کیرالہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31 / مئی 2024ء بمطابق 31 / ہجرت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ایک سریہ کے ذکر میں حضرت خبیبؓ کے شہید کیے جانے کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل میں یہ لکھا ہے کہ یہ پہلے صحابی تھے جن کو لکڑی پر باندھ کر شہید کیا گیا۔ یعنی صلیب کی طرح لٹکا کر شہید کیا گیا۔ علامہ ابن اَثیر جزری لکھتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ پہلے صحابی تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر صلیب دیے گئے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 156 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

ایک روایت میں ہے کہ قریش نے حضرت خبیبؓ سے کہا کہ اگر تم اسلام سے رجوع کر لو تو ہم تمہارا راستہ چھوڑ دیں گے لیکن اگر تم نے رجوع نہ کیا تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ حضرت خبیبؓ نے کہا:
اللہ کے راستے میں میرا قتل تو ایک معمولی بات ہے۔ پھر گویا ہوئے: اے اللہ! یہاں کوئی ایسا نہیں جو اس وقت تیرے رسولؐ تک میرا اسلام پہنچا دے اس لیے اے خدا! تُو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دے اور آپؐ کو بتا دے جو یہاں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 235 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی نازل ہونے کے وقت طاری ہوا کرتی تھی۔ ہم نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ یعنی اُس پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے وحی کے آثار ختم ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے وہ مجھے خبیب کا سلام پہنچا رہے تھے۔ خبیب کو قریش نے قتل کر دیا۔
روایت ہے کہ قریش نے ایسے چالیس آدمیوں کو حضرت خبیبؓ کے قتل کے وقت بلایا جن کے باپ دادا جنگِ بدر میں قتل ہوئے تھے۔ پھر قریش کے ان لوگوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک نیزہ دے کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے باپ دادا کو قتل کیا تھا۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 236 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو ان لوگوں نے خبیب کو اپنے نیزوں کے ساتھ ہلکی ہلکی ضربیں لگائیں اس پر حضرت خبیبؓ صلیب پر بے چین ہونے لگے۔ پھر خبیب پلٹے تو ان کا چہرہ کعبہ کی طرف ہو گیا۔ انہوں نے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے چہرے کو اپنے قبلہ کی جانب کر لیا جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے۔ پھر مشرکین نے خبیب کو قتل کر دیا۔

(سبل الہدیٰ جلد 6، صفحہ 44 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے پہلے حضرت خبیبؓ کو نیزے چبھوئے، شدید اذیّت دی اور پھر قتل کیا۔ جبکہ بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خبیبؓ نے جب اپنے اشعار ختم کیے تو عُقبہ بن حارث ان کے پاس آیا اور اس نے حضرت خبیبؓ کو قتل کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع ... حدیث 4086)

عُقبہ بن حارث کی کنیت ابو سِروَعہ بیان ہوئی ہے۔ اور بعض روایات میں ذکر ہے کہ ابو سروعہ عقبہ بن حارث اس وقت چھوٹا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ دیا گیا مگر وار ابو مَیْسَرہ عَبْدَرِی نے کیا۔ یعنی بچے کے ہاتھ میں بدلہ لینے کے لیے نیزہ پکڑایا لیکن اس پہ زور دوسرے بڑے آدمی نے لگایا۔ بعض علماء نے ابوسروعہ الگ نام ذکر کیا ہے اور عقبہ بن حارث کو اس کا بھائی لکھا ہے۔ جب ابومیسرہ نے وار کیا تو کارگر ثابت نہ ہوا جس پر ابوسروعہ نے آگے بڑھ کر نیزے سے کام تمام کر دیا۔ بعد میں عقبہ بن حارث نے جو کہ فتح مکہ کے وقت اسلام لے آئے تھے انہوں نے بیان کیا کہ مَیں ابھی چھوٹا تھا اور ابومیسرہ عَبدَرِی نے میرے ہاتھ میں برچھی یا نیزہ دیا اور خود میرے ہاتھ کے ذریعہ سے خبیب کو مارا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 148-149 مطبوعہ بزم اقبال لاہور)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ”رؤسائے قریش کی قلبی عداوت کے سامنے رحم وانصاف کا جذبہ خارج از سوال تھا۔ چنانچہ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ بنوالحارث کے لوگ اور دوسرے رؤساء قریش خبیب کو قتل کرنے اور اس کے قتل پر جشن منانے کے لئے اسے ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ خبیب نے شہادت کی بُو پائی تو قریش سے الحاح کے ساتھ کہا کہ مرنے سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے جو غالباً اسلامی نماز کے منظر کو بھی اس تماشہ کا حصہ بنانا چاہتے تھے اجازت دے دی اور خبیب نے بڑی توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر نماز سے فارغ ہو کر قریش سے کہا کہ
”میرا دل چاہتا تھا کہ مَیں اپنی نماز کو اَور لمبا کروں، لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ مَیں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں۔“
اور پھر خبیب یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے جھک گئے۔

وَمَا اَنْ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا   عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَ اِنْ يَّشَاءْ   يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

یعنی ”جبکہ مَیں اسلام کی راہ میں اور مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے یہ پرواہ نہیں ہے کہ مَیں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔“ غالباً ابھی خبیب کی زبان پر ان اشعار کے آخری الفاظ گونج ہی رہے تھے کہ عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر وار کیا اور یہ عاشقِ رسولؐ خاک پر تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ قریش نے خبیب کو ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا اور پھر نیزوں کی چوکیں دے دے کر قتل کیا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 515)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ”جب ان کے قتل کا وقت آن پہنچا تو خبیبؓ نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے ان کی یہ بات مان لی اور خبیبؓ نے سب کے سامنے اِس دنیا میں آخری بار اپنے اللہ کی عبادت کی۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو انہوں نے کہا کہ مَیں اپنی نماز جاری رکھنا چاہتا تھا مگر اس خیال سے ختم کر دی ہے کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ مَیں مرنے سے ڈرتا ہوں۔ پھر آرام سے اپنا سر قاتل کے سامنے

رکھ دیا اور ایسا کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

یعنی جبکہ مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ مَیں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔ خبیبؓ نے ابھی یہ شعر ختم نہ کئے تھے کہ جلاد کی تلوار ان کی گردن پر پڑی اور ان کا سر خاک پر آ گرا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 262)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت خبیبؓ پہلے تھے جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی سنّت قائم کی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجیع ... حدیث 4086)

حضرت خبیبؓ کی دعا تھی مخالفین کے بارے میں اور اس دعا کے نتیجہ میں ان کا انجام کیا ہوا؟

اس بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی جو بخاری کے شارح ہیں وہ سریہ رجیع کے تحت ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ خبیب نے شہادت کے وقت یہ دعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ أَحْصِھِمْ عَدَدًا۔ کہ اے اللہ! ان دشمنوں کی گنتی کو شمار کر رکھ۔ یہ جو میرے دشمن ہیں ان کی گنتی کرلے تا کہ ان سے بدلہ لے سکے اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا۔ اور انہیں چُن چُن کر قتل کر اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔

جب حضرت خبیبؓ قتل کیے جانے کے لیے تختہ پر چڑھے تو اس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی۔ ایک مشرک نے جب یہ دعا سنی کہ اَللّٰھُمَّ أَحْصِھِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا۔ یعنی اے اللہ! ان کی گنتی کو شمار کر رکھ اور ان کو چُن چُن کر قتل کر تو وہ خوف سے زمین پر لیٹ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ سوائے اس کے جو زمین پر لیٹ گیا حضرت خبیبؓ کے قتل میں شریک تمام لوگ زندہ نہ رہے اور سب ختم ہو گئے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری جزء 7 صفحہ 443 دار الریان للتراث القاہرۃ 1986ء)

بہرحال یہ تو کہیں بھی باقی جگہوں سے ثابت نہیں ہے کہ ایک سال ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ سب لوگ ختم ہو گئے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے اکثریت ماری گئی۔ یا تو مارے گئے یا فتح مکہ تک قریباً سارے ہی اسلام لے آئے اور یوں حضرت خبیبؓ کی دعا پوری شان سے پوری ہوئی کہ کچھ تو جہنم رسید ہوئے اور باقی لوگوں کو اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی۔

ایک سیرت نگار اس حوالے سے لکھتا ہے کہ مشرکین خبیب کی زبان سے یہ کلمات سن کر کانپ اٹھے۔ انہیں یقین تھا کہ خبیب کی یہ بددعا رائیگاں نہیں جائے گی۔ حارث بن بَرصاء وہاں موجود تھے۔ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ خبیب کی بددعا سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ بددعا ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بددعا سن کر وہاں موجود کافروں اور مشرکوں میں سے بعض لوگ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر فرار ہو گئے، کچھ لوگوں کے پیچھے چھپنے لگے، یعنی بددعا کے اثر سے بچنے کے لیے اپنے رواج کے مطابق ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے لگ گئے، کچھ درختوں کی اوٹ میں ہو گئے اور کچھ زمین پر لیٹ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح ہم اس بددعا سے محفوظ رہیں گے۔ ان کے ہاں روایتی طور پر یہ بات مشہور تھی کہ اگر کسی آدمی کے لیے بددعا کی جائے اور وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اپنے اور اپنے والد کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کی طرح مَیں بھی اپنے والد کے ساتھ اس جگہ پہنچا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ میرے والد خبیب کی بددعا سے گھبرا گئے۔ انہوں نے مجھے لٹانے کے لیے بہت زور سے زمین کی طرف گھسیٹا۔ مَیں پیٹھ کے بل گرا۔ گرنے کی وجہ سے مجھے اتنی زبردست چوٹ لگی کہ مَیں بڑی مدت تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہا۔ حُوَیطِبْ بِن عَبْدُ الْعُزّٰی فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ کی بددعا سنتے ہی مَیں نے فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بھاگ نکلا۔ مَیں ڈر رہا تھا کہ مبادا ان کی بددعا کی آواز میرے کانوں کے تعاقب میں آجائے۔ حکیم بن حِزَام بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضرت خبیبؓ کی بددعا سے ڈر کر درختوں کے پیچھے چھپ گیا۔ جُبَیر بن مُطْعِم کہتے ہیں کہ مَیں اُس دن حضرت خبیبؓ کی بددعا کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ مَیں نے خوفزدہ ہو کر لوگوں کی آڑ لے لی۔ نوفل بن مُعَاوِیہ دِیْلِی فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دن میں خبیب کی بددعا کے وقت موجود تھا۔ مجھے یہ پورا یقین تھا کہ ان کی بددعا سے وہاں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ مَیں کھڑا ہوا تھا، ان کی بددعا سے گھبرا گیا اور زمین کی طرف جھک گیا۔ قریش کے لوگوں میں اس بددعا کا بہت چرچا رہا۔ ایک مہینے یا اس سے زیادہ عرصہ تک ان کی مجلسوں میں خبیب کی بددعا کا خوف منڈلاتا رہا اور وہ اس پر طرح طرح کے تبصرے کرتے رہے۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 6 صفحہ 470-471 مکتبہ دار السلام ریاض 1434ھ)

ایک اَور روایت میں ہے کہ ’’اس مجمع میں ایک شخص سعید بن عامر بھی شریک تھا۔ یہ شخص بعد میں مسلمان ہو گیا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک اس کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اسے حضرت خبیب کا واقعہ یاد آتا تھا تو اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 515 تا 516)

سعید بن عامر جن کا ابھی ذکر ہوا ہے ان کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ملک شام میں انہیں ایک جگہ عامل مقرر فرمایا تھا۔ اور بعض اوقات انہیں لوگوں کے درمیان ہی اچانک غشی کا دورہ پڑ جایا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ یہ بیمار شخص ہے جس کو آپؓ نے ہم پر مقرر فرما دیا ہے۔ ایک مرتبہ جب وہ حضرت عمرؓ سے ملنے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ اے سعید! تمہیں کوئی بیماری لاحق ہے؟ اس پر وہ عرض کرنے لگا کہ اے امیر المومنین! مجھے کسی قسم کی کوئی بیماری نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت خبیبؓ کو جس وقت قتل کیا جا رہا تھا تو وہاں موجود لوگوں میں مَیں بھی شامل تھا۔ اور اب جب مجھے حضرت خبیبؓ کی وہ بددعا یاد آ جاتی ہے تو خوف کے مارے مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر یوم الرجیع فی سنۃ ثلاث، جزء 2 صفحہ 150، دار المعرفۃ بیروت 2000ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خبیبؓ کی نعش کو سولی سے اتارنے کے لیے ایک پارٹی کو روانہ فرمانے کے بارے میں یہ ذکر ملتا ہے۔ روایت میں بیان ہوا ہے کہ قریش نے سولی کی حفاظت کے لیے چالیس آدمی تعینات کیے تھے تا کہ وہ لاش وہیں لٹکی رہے اور وہیں خراب ہو جائے، گل سڑ جائے یا بعد میں یہ اپنا بدلہ لیتے رہیں۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقدادؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کو مکہ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ حضرت خبیبؓ کی لاش کو سولی سے اتاریں۔ آپؐ کو اس کی خبر ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے شاید علم دے دیا ہو۔ بہرحال ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو خبیب کو سولی سے اتارے گا تو اس کے لیے جنت ہو گی۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مَیں اور میرا ساتھی مقداد بن اسود یہ کام کر لیں گے۔ جب یہ دونوں اس جگہ پہنچے جہاں حضرت خبیبؓ کی نعش تھی تو انہوں نے وہاں چالیس آدمیوں کو پایا لیکن وہ سب کے سب مدہوش سوئے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے خبیب کو اتار لیا اور یہ حضرت خبیبؓ کی شہادت کے چالیس روز بعد کا واقعہ ہے۔ حضرت زبیرؓ نے خبیبؓ کی لاش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا اور وہ دونوں چلے۔ یہاں تک کہ جب کفار کو خبر ہوئی اور انہوں نے حضرت خبیبؓ کو گم پایا تو انہوں نے قریش کو اس کی خبر دی جس پر ان میں سے ستّر سوار نکلے۔ مزید لوگ بھی شامل کیے تا کہ پیچھا کریں۔ پھر جب قریش کے افراد ان دونوں صحابہؓ کے قریب پہنچے تو حضرت زبیرؓ نے حضرت خبیبؓ کی لاش کو زمین پر رکھا اور حضرت زبیرؓ نے اپنے سر سے اپنا عمامہ کھول دیا اور ان سے کہا مَیں زبیر بن عوام ہوں اور یہ میرا ساتھی مقداد بن اسود ہے ہم دونوں ایسے ببر شیر ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو پیچھے چھوڑا ہے۔ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تیروں سے تمہارا استقبال کریں اور چاہو تو تم پر آ پڑیں اور اگر تم لوگ چاہو تو یہیں سے لَوٹ جاؤ۔ یہ سن کر وہ مشرکین واپس چلے گئے اور اس کے بعد جب حضرت زبیرؓ نے دیکھا کہ حضرت خبیبؓ کی لاش غائب تھی جیسے زمین انہیں نگل گئی ہو جس پر آپؓ کا نام بَلِیْعُ الْاَرْض مشہور ہو گیا یعنی وہ شخص جس کو زمین نگل گئی ہو۔ لاش غائب ہونے کے متعلق اس طرح کی روایات ہیں جو عجیب لگتی ہیں۔ تاہم ایک روایت ہے جو آگے بیان کروں گا، وہ صحیح لگتی ہے کہ کس طرح لاش غائب ہوئی۔ بہرحال حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ پر فرشتوں کے فخر کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بعد حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل تھے۔ جبرئیل نے آپؐ سے عرض کیا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہؓ میں سے ان دو آدمیوں پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔ (سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 236 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 254 دار الکتب العلمیۃ 2009ء)

سیرت کی کتابوں میں حضرت خُبیبؓ کی نعش لانے کے لیے ایک اَور پارٹی کی روانگی کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عَمرو بن امیہؓ کو تنہا بطور جاسوس قریش کی طرف بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا مَیں حضرت خبیبؓ کی صلیب کے پاس آیا۔ مَیں جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ مَیں صلیب پر چڑھا۔ مَیں نے حضرت خبیبؓ کی نعش کو کھولا تو وہ زمین پر آ گئی۔ میں کچھ دیر کنارہ کش رہا۔ مَیں نے اپنے پیچھے آواز سنی۔ مَیں نے دیکھا تو مَیں نے وہاں حضرت خبیبؓ کی نعش کو نہ پایا گویا کہ زمین نے انہیں نگل لیا۔ آج تک ان کا کوئی نشان نہیں ملا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 45 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس میں بھی مبالغہ لگتا ہے۔ بہرحال اس طرح کی روایات تاریخ میں لکھی ہوئی ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمرو بن امیہ ضَمْرِیؓ کے ساتھ حضرت جَبّار بن صَخْر انصاریؓ کو بھی بھیجا گیا تھا۔ حضرت خبیبؓ کی نعش کی نگرانی کرنے والے قریشیوں نے جب ان دونوں کا پیچھا کیا تو حضرت جبارؓ نے لاش کو ندی میں پھینک دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبیب کی نعش کو کافروں سے غائب کر دیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 885 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اس کی مختلف روایات ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ (النساء: 137)

ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی جو اُس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر بھی جو اُس نے پہلے اُتاری تھی۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

یہ روایت ہے جو زیادہ صحیح لگتی ہے کہ جب وہ پیچھے دوڑے تو انہوں نے یعنی حضرت جبارؓ نے نعش کو دریا میں پھینک دیا اور دریا اس نعش کو بہا کر لے گیا۔ اور یہ ہوتا ہے کہ دریا کا تیز پانی لاشوں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ تو اس بارے میں مختلف روایات آتی ہیں۔ بہرحال ان کی لاش کافروں کے ہاتھ نہیں لگی اور یہی کہتے ہیں کہ زمین نگل گئی، غائب ہوگئی۔ اسی نام سے یعنی بَلِیۡعُ الۡاَرۡض کے نام سے پھر یہ مشہور ہو گئے تھے کہ ان کی نعش زمین میں غائب ہوگئی۔ وہ کفار تو جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے اور اس طرح نعش کو اللہ تعالیٰ نے بے حرمتی سے محفوظ رکھا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح بھی اپنے پیاروں کی حفاظت کرتا تھا۔ بہت سے ایسے مواقع ہیں جہاں نعشوں کو محفوظ رکھا۔ پچھلی دفعہ مَیں نے ایک واقعہ سنایا تھا بھڑوں اور شہد کی مکھیوں کے ذریعہ سے نعش کو محفوظ رکھا۔ بے حرمتی نہیں ہوسکی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 353 دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء) بہرحال یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور اللہ کی خاطر قربانیاں کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی قدر کرتا تھا اور پھر مرنے کے بعد بھی ان کی نعشوں کو محفوظ رکھا۔ اس سریہ کا ذکر یہاں ختم ہوا۔

دعا کی طرف مَیں توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ فلسطینیوں کے لیے خاص طور پر دعا کریں۔ اب تو انتہا ہوگئی ہے۔ رَفَح کے بارے میں پہلے یہ تھا کہ امریکہ کہتا تھا کہ یہ ہماری ریڈ لائن ہوگی اور اب کہتے ہیں کہ نہیں ابھی نہیں ختم ہوئی۔ ان کی ریڈ لائن کا معیار پتہ نہیں کیا ہے؟ کتنے لاکھ لوگوں کو مارنا ہے انہوں نے پھر ان میں کوئی ہل جُل پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے دنیا کو نجات دے اور معصوم فلسطینیوں کو بھی نجات دے۔ اسی طرح سوڈان کے لوگوں کے لیے دعا کریں۔ وہاں تو خود اپنی قوم کے لوگ اپنی قوم کے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل دے اور یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں، یہ مسلمان کہلاتے ہوئے پھر ان پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔

یمن کے اسیران کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کریں۔ وہاں بھی حالات اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں اور اب جبکہ عید قریب آ رہی ہے تو مولوی ان دنوں میں مزید سرگرم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اسیران کی رہائی کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

اب میں جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جو جنازہ ہمارے ایک مربی سلسلہ چودھری منیر احمد صاحب کا ہے جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل ٹیلی پورٹ امریکہ کے ڈائریکٹر تھے۔ گذشتہ دنوں تہتر (73) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ان کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑنانا حضرت مولوی فضل دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے آئی جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے۔ چودھری منیر صاحب نے 1978ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ پھر پاکستان میں مختلف جگہوں پر مربی کی حیثیت سے خدمت کی۔ پھر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 81ء میں امریکہ بھجوائے گئے۔ 90ء تک وہاں رہے۔ پھر اس کے بعد واپس آ گئے۔ پھر 94ء میں دوبارہ امریکہ چلے گئے اور تادم آخر امریکہ میں ہی رہے اور جماعت کی خدمت کرتے رہے۔ آپ نے ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ امریکہ کے قیام میں نمایاں کردار ادا کیا۔ پہلے تو صرف وہاں سے ٹرانسمٹ (transmit) کرنے کا یہ ایک چھوٹا سا سٹوڈیو تھا۔ پھر اس میں وسعت پیدا کی گئی اور باقاعدہ نارتھ، ساؤتھ امریکہ کے لیے ایک علیحدہ محکمہ، شعبہ کھولا گیا اور وہاں مَیں نے ان کو ایم ٹی اے کا ڈائریکٹر بنایا۔ اور بڑی محنت سے، بڑی جانفشانی سے بڑی ٹیکنیکل skill سے جو انہوں نے حاصل نہیں کی تھی، دنیاوی علم سے ان کو حاصل نہیں ہوئی یعنی خاص طور پر کوئی ڈگری لے کے نہیں پڑھی، لیکن یہ کام کرنے کا شوق تھا اس لیے خود علم حاصل کیا اور اس ٹیلی پورٹ کو انہوں نے بڑے احسن رنگ میں چلایا اور ہر طرح سے اس کو ٹیکنیکلی بھی اعلیٰ معیار پہ پہنچایا۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے بچوں نے بتایا کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے اور مشکل وقت میں دعا کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ یہی کہتے تھے کہ جو اسباب ہیں وہ استعمال کرو اور پھر معاملہ ہمیشہ خدا تعالیٰ پر چھوڑو۔ مہمان نوازی کی صفت بہت نمایاں تھی۔ ہر وقت گھر مہمانوں کے لیے کھلا رہتا۔ بچوں کو ہمیشہ خلافت سے بھرپور تعلق کی تلقین کرتے۔ ایم ٹی اے کے لیے جو بھی صلاحیتیں تھیں استعمال کرتے بلکہ ان کے بچے کہتے ہیں کہ ہسپتال میں بھی جب مختلف وقتوں میں بیمار رہے۔ یہ مختلف وقتوں میں کافی لمبا عرصہ بیمار رہے ہیں۔ ہسپتال بھی داخل ہوتے تو وہاں بھی ایم ٹی اے کے لیے کام کرتے رہتے تھے۔ غرضیکہ ایک واقف زندگی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔

مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ لکھتے ہیں کہ بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ نہ صرف اپنے شعبے کو بہتر بنانے کے لیے محنت اور توجہ سے کام کرتے تھے بلکہ اپنا وقت اور علم جماعت کے دوسرے کاموں کو دینے میں بھی کبھی تامل نہیں کرتے تھے۔ بعض جماعتی کاموں میں انہوں نے خاکسار کی بھی انتہائی خوشی اور توجہ سے مدد کی۔ اگر جماعتی مفاد کے لیے ان کے علم میں کوئی معلومات آتیں تو وہ جماعتی انتظامیہ کے ساتھ رابطہ کرتے اور اس طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ نظام جماعت کے ساتھ پورے تعاون اور اس کی اہمیت کا ان کے قول و فعل سے بخوبی پتہ چلتا تھا۔ خلافت کے جاں نثار، مطیع اور فرمانبردار تھے۔ خلیفہ وقت کے ارشادات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے ہمیشہ ان کو خلیفۃ المسیح کی خواہشات اور توقعات پر پوری تندہی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پایا۔

امیر جماعت برکینا فاسو جو اِن کے عزیز بھی ہیں لکھتے ہیں کہ بچپن کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ چند ماہ کے تھے جب آپ شدید بیمار ہو گئے۔ آخری آثار نظر آنے لگے۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ ان دنوں میں ان کے علاقے میں قیام پذیر تھے۔ ان کی والدہ ان کی بیماری میں گھبراہٹ میں مولوی صاحبؓ کے پاس ان کو لے گئیں اور مولوی صاحبؓ کی گود میں دیتے ہوئے کہا مولوی صاحب! یہ گیا۔ اور روتی جا رہی تھیں۔ مولوی صاحبؓ نے بچہ کو اٹھایا اور فرمایا: ٹھیک ہو جائے گا اسے وقف کر دو۔ اس طرح وہ بچپن میں ہی وقف ہو گئے۔ وہاں ماں نے عہد کیا کہ وقف کر دوں گی۔ خود بھی یہ کہتے تھے مجھے میر صاحب نے تلقین کی تھی کیونکہ مَیں پڑھائی وغیرہ میں اچھا نہیں تھا کہ سورۃ فاتحہ اسمبلی کے دوران پڑھا کرو جو مَیں مستقل پڑھتا تھا۔

شمشاد ناصر صاحب مربی کہتے ہیں اور تقریباً ہر ایک نے ان کی یہی خوبیاں لکھی ہیں کہ خلافت کے احکامات کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے۔ اکثر بیمار رہنے کے باوجود کسی کو کبھی نہیں بتایا اور نہ کبھی احساس ہونے دیا کہ کسی تکلیف میں ہیں۔ بس ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھا اور بڑی محنت سے اسی میں جتے رہے۔ ہر قسم کے معاملات پر بڑی دسترس تھی۔ گہرائی سے ہر چیز کا مطالعہ کرتے۔ پھر مربیان کی راہنمائی بھی فرماتے تھے۔ بہترین منتظم بھی تھے اور ساتھیوں کے ساتھ بہت مشفقانہ سلوک کرتے تھے۔ مہمان نوازی بھی تھی ان میں۔ غیروں نے بھی محسوس کیا صرف بچوں نے ہی نہیں لکھا۔ ہر ایک سے مسکرا کے ملنا ان کا شیوہ تھا۔ طبیعت بڑی دھیمی تھی مگر ہمت سے کام لینے والے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ میں عجیب صلاحیتیں رکھی تھیں۔ مربی تھے مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارتھ سٹیشن میں تقرری فرمائی تو ہر چیز کا گہرائی میں جا کر مطالعہ کیا اور پھر اس کو انتہائی کامیابی تک لے گئے۔

جب نئی ڈش لگوانے کے لیے کارروائی شروع ہوئی تا کہ وہاں سے پروگرام سارے امریکہ میں ٹرانسمٹ ہو سکے تو متعلقہ ادارے سے اجازت لینی تھی۔ وہاں سے انسپکٹر آیا اور اس نے اجازت نہیں دی اور فارم پہ سائن نہیں کیے۔ بہرحال انہوں نے پھر مجھے لکھا۔ مَیں نے کہا آپ کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے دوبارہ ایک انسپکٹر آیا جو گھانا کا رہنے والا تھا۔ اس نے جب جماعت کا نام سنا تو کہنے لگا کہ مَیں بھی جماعت کے احمدیہ سکول میں پڑھا ہوا ہوں اور پھر اس نے وہیں اس پہ سائن کر دیے اور اجازت مل گئی۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید تھی۔ ان کی محنت اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کام کو بھی آسان کر دیا۔

لئیق مشتاق صاحب مربی سُرینام کہتے ہیں کہ انہوں نے جنوبی امریکہ کے ممالک کا دورہ کیا اور ایم ٹی اے کے بارے میں معلومات لیں۔ تین دن سرینام میں قیام کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے خلیفہ وقت نے یہاں ایک مقصد کے لیے بھجوایا ہے مَیں صرف یہی کام کروں گا اس لیے کوئی سیر و یر کا پروگرام نہیں ہوگا۔ اور پورا وقت ایم ٹی اے کی نشریات کے ٹیسٹ، گھروں کا دورہ کر کے افراد جماعت کو ایم ٹی اے سے استفادہ کرنے اور نوجوانوں کو ایم ٹی اے کی نشریات کے دوران پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے طریقے سمجھانے پر صَرف کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھ ایک دفعہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مربی نے مجھ سے شکوہ کیا۔ بعض دفعہ مربیان بھی ایسے شکوے کر دیتے ہیں۔ اب بھی کر دیتے ہیں کہ ہمیں سات سال جامعہ میں پڑھایا گیا۔ اب ہمیں دفتر میں بٹھا دیا گیا ہے۔ تو مَیں نے، چودھری منیر صاحب نے اسے جواب دیا تھا کہ خلیفہ وقت بہتر جانتے ہیں کہ کس سے کب کیا کام لینا ہے۔ مبلغ سلسلہ ہوں۔ کہتے ہیں مَیں بھی مبلغ سلسلہ ہوں مگر گذشتہ پندرہ سال سے خلیفہ وقت کے حکم سے میں ٹیلی پورٹ کا کام کر رہا ہوں۔ ہتھوڑی پلاس ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ٹیکنیکل کام بھی کرتا ہوں۔ اگر مجھے خلیفہ وقت کی طرف سے کہا جائے کہ گلیوں میں جھاڑو پھیرو تو مَیں شرح صدر کے ساتھ یہ کام کروں گا اور خود کو خاکروب کہلاؤں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب ہمیں مربیان کو یہاں لگانا ہوگا۔ ہمارے دفتروں میں کام کرنے والے بھی مربی ہوں گے۔ یہ نہیں کہ دوسرا کلیریکل (clerical) سٹاف لیا جائے۔ اس لیے ہر مربی کو یہ دماغوں سے نکال دینا چاہیے کہ اس سے کیا خدمت لی جا رہی ہے۔ کہیں بھی کوئی بھی خدمت لی جا سکتی ہے۔ جامعہ پڑھے ہیں تو اچھی بات ہے کہ ایک دینی علم ان کو حاصل ہو گیا۔ اس دینی علم کو استعمال کرتے رہنا چاہیے۔

غالب خان ایم ٹی اے سٹوڈیوز امریکہ کے انچارج ہیں۔ کہتے ہیں ہر کام وہ خود تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کا ریکارڈ رکھنا، سٹاف کے اوقات، سائٹ دیکھنا، عمارت کی صفائی کا وہ خود خیال رکھتے تھے۔ اور ہر وقت اسی بات میں توجہ رہتی تھی کہ کس طرح اس نظام کو بہتر سے بہتر کیا جائے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے بھی نرم مزاجی سے پیش آتے۔ اعلیٰ منتظم تھے لیکن مضبوط عزم و ہمت والے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَلَا لِیَہۡدِیَہُمۡ سَبِیۡلًا ○ (النساء:138)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستی کی ہدایت دے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

مرزا محمد افضل صاحب لکھتے ہیں کہ ان سے چھپن سال سے واقفیت تھی۔ اکٹھے امریکہ آئے تھے۔ خلافت کے فدائی تھے۔ 1974ء میں اسیری بھی کاٹی۔ اخلاص و وفا کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ عشق کے جذبے سے خدمت کرتے تھے۔ کام کا طریقہ بہت منظم ہوا کرتا تھا۔ کسی بھی خدمت سے انکار ان کی فطرت میں نہیں تھا۔ ہمیشہ ان کو خلافت کا سلطان نصیر ہی پایا۔

ظفر سرور صاحب بھی کہتے ہیں کہ جب امریکہ سے ٹیلی پورٹ کی ٹرانسمیشن کا آغاز ہوا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو درخواست کی کہ ٹیکنیکل کام ہے اس کے لیے ایک انجینئر دیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو فرمایا کہ آپ خود انجینئر بننے کی کوشش کریں۔

چنانچہ پھر انہوں نے خود ہی یہ کام سیکھا اور اس پر عبور حاصل کیا اور بڑے پُراعتماد طریقے سے انہوں نے یہ سارے کام کیے۔ انتیس سال تک انہوں نے ایم ٹی اے کی خدمت کی باوجود اس کے کہ اتنا عرصہ ان کو دل کی بیماری بھی رہی۔ اب نارتھ امریکہ، ساؤتھ امریکہ میں ان کی وجہ سے ہی ایم ٹی اے پروگرام بڑے آرام سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب لاس اینجلس امریکہ لکھتے ہیں کہ 1993ء میں لاس اینجلس میں ان کی تقرری ہوئی۔ ہمارے ساتھ مل کر چینو (Chino) میں زمین خریدی اور پھر فوراً مسجد کی تعمیر کی کوشش کی۔ مرحوم بہت نڈر اور بہادر اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ چینو کے میئر کے پاس جماعت کے تعارف کے لیے اس کے دفتر گئے اور تعارف کروانے کے بعد چینو میں مسجد کی تعمیر کا بتایا۔ میئر نے فوراً کہا کہ مسجد بالکل نہیں بنے گی۔ اور بڑے غصہ میں یہ جملہ کہا کہ over my dead body۔ یہ سنتے ہی چودھری صاحب غیر معمولی جوش کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میئر صاحب! یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہ ہے اور بنے گی اور ضرور بنے گی! چنانچہ الحمد للہ وہاں مسجد تعمیر ہوئی اور پھر اسی میئر نے مسجد میں آکر معافی مانگی اور پھر اس کے بعد کئی بار وہ مسجد میں آتا رہا۔ بڑے نڈر آدمی تھے۔

حماد صاحب مربی ہیں۔ منیر صاحب ان کے رشتہ دار تھے۔ کہتے ہیں مَیں فیلڈ میں آیا ہوں تو مجھے شروع میں مشکلات پیش آنی شروع ہوئیں۔ بڑے پیار سے میری باتیں سنیں۔ مجھے سمجھایا۔ بڑی پُرحکمت نصیحتیں کیں اور اس طرح جو معاملات اور مشکلات تھے میرے خود بخود حل ہو گئے۔ بہت سارے معاملات میں ان سے میں نصیحت لیا کرتا تھا۔

منیر شمس صاحب ڈائریکٹر ایم ٹی اے کہتے ہیں کہ ٹیلی پورٹ کا سیٹ اَپ انہوں نے بڑے احسن رنگ میں کیا۔ چودھری منیر صاحب کی خوبیوں کے ساتھ ایک خوبی یہ تھی کہ ہر کام میں مشورہ کے ساتھ ہمیشہ جماعت کا پیسہ بچانے کی کوشش کرتے تھے اور صرف وہی مشینری حاصل کرتے تھے جس کی ازحد ضرورت ہوتی تھی۔ آپ کے ہر قول و فعل میں خلافت کے ساتھ بے حد اخلاص و وفا کا تعلق نمایاں ہوتا تھا اور یہی ہوتا تھا کہ خلیفہ وقت کے ہر لفظ کی حرف بہ حرف اطاعت کی جائے۔ ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ کے ڈائریکٹر تھے لیکن کوئی نمائش اور نمود و نمایہ نہیں تھا کہ مَیں نے یہ کام کیا اور میری وجہ سے یہ کامیابی ہو رہی ہے۔ بڑی عاجزی سے کام کرنے والے تھے بلکہ دوسروں کو کریڈٹ دے دیتے تھے۔ مَیں نے دیکھا ہے بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے اپنا وقف نبھایا اور بے لوث ہو کر انہوں نے ایم ٹی اے کو امریکہ کے براعظم میں پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ جو ایمانداری سے سمجھا اس کے بارے میں بڑے اچھے مشورے دیے۔ مجھے بھی لکھتے رہتے تھے۔ آگے آکے اپنی اہمیت بتانے کا شوق نہیں تھا۔ بس ایک لگن تھی کہ جو کام خلیفہ وقت کی طرف سے مجھے سپرد کیا گیا ہے اسے مَیں احسن رنگ میں پورا کرنے کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے مکرم عبدالرحمٰن کٹی (Kutty) صاحب الانلور (Alanallor) کیرالہ۔

گذشتہ دنوں میں ان کی بھی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے ماموں مولانا محمد علوی صاحب کے ذریعہ بیعت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، جماعت کے ساتھ بہت اخلاص کا تعلق رکھنے والے، سادہ طبیعت کے مالک، عاجز اور نیک انسان تھے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہر کام میں کوئی نہ کوئی دینی پہلو ضرور شامل رکھتے۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں انہوں نے ہماری تربیت میں دینی پہلو کو مقدّم کیا۔ چنانچہ صبح سویرے سکول جانے سے پہلے ایک دو گھنٹے کے لیے دینی مدرسے میں بھیجتے اور رات کو سونے سے پہلے قرآن شریف کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کرواتے تھے۔

ان کی اہلیہ تین سال پہلے وفات پا گئی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے شمس الدین مالاباری صاحب مبلغ انچارج کبابیر کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جو جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 21/جون 2024ء صفحہ 2 تا 6)

......☆......☆......☆......

ولادت و درخواست دُعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ پیارے حضور نے بچی کا نام عطیۃ القادر رکھا ہے۔ نومولودہ مکرم غلام احمد قادر صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی پوتی اور مکرم یعقوب احمد صاحب آف چارکوٹ کی نواسی ہے۔ بچی کے نیک صالحہ اور خادمہ دین بننے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (بشیر الدین قادر کارکن ہفت روزہ بدر قادیان)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 8/جون 2024ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(1) مکرمہ لبیبہ خالد صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم خالد احمد صاحب (انچارج مرکزی رشین ڈیسک) ہمراہ مکرم مدثر احمد بٹ صاحب (مربی سلسلہ رقیم پریس یوکے) ابن مکرم مظفر احمد بٹ صاحب۔

(2) مکرمہ آصفہ خالد کاہلوں صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم خالد اقبال کاہلوں صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم بلال احمد صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم محمد احمد صاحب۔

(3) مکرمہ صالحہ بختیار صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم احمد بختیار صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم اسامہ محمود صاحب (مربی سلسلہ۔ فارغ التحصیل جامعہ یوکے) ابن مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم۔

(4) مکرمہ عروسہ مریم بھٹی صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم وقار اسلام بھٹی صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم فصیح الدین ملک صاحب (واقفِ زندگی۔ mta کینیڈا) ابن مکرم ناصر الدین ملک صاحب۔

(5) مکرمہ عافیہ سردار صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم احمد محمود سردار صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم عبدالودود خان صاحب ابن مکرم عبدالرؤوف خان صاحب (یوکے)

(6) مکرمہ طوبیٰ مناہل صاحبہ بنت مکرم عباس احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم عبدالواسع صاحب (واقفِ نو۔ اٹلی) ابن مکرم عبدالرشید صاحب۔

......☆......☆......☆......

مظلوم فلسطینیوں کے حق میں دُعا

(محمد ابراہیم سرورؔ۔ قادیان)

اے ارضِ فلسطین کے مظلوم جیالو!
تم صبر پہ قائم رہو قدموں کو سنبھالو
ہر عسر کے بعد یسر کی چلتی ہیں ہوائیں
اللہ کی طرف دوڑو کہ دیتا ہے صدائیں
لغزش نہ کبھی آئے ترے صدق پہ کوئی
اُمّت کی ہر اِک آنکھ ترے غم پہ ہے روئی
اُس ارض مقدس کے نگہبان تمھی ہو
مظلوم ہو گو آج ، پہ سلطان تمھی ہو
اسلام دشمنی کی سزا پا رہے ہو جو
غم اپنوں کی جدائی بھی کھا رہے ہو جو
ہم بھی ہیں دعا گو کہ خدا رحم کرے اب
بے گھر ہوئے ہیں سارے ہی ، مسکین ہوئے سب
سر تک چھپانے کی بھی کوئی جا نہ بچی ہے
سازش یہود کی ہے کہ جو اس نے رچی ہے
شاید وہ بھول بیٹھے کہ جبار خدا ہے
ہے اس کی پکڑ دھیمی پہ قہار خدا ہے
یا ربّ ! ہوں مُلتجی کہ ترے دَر پہ ہوں حاضر
تو ہے جلال والا ، ہر اِک بات پہ قادر
کچھ اپنا اذن کر دے کہ حالات بدل دے
غمگین فلسطین کے دن رات بدل دے

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ سے سلوک کرنیکی ہمیشہ تاکید کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ عنقریب اسکو بھی وارث قرار دینگے۔ (بخاری کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(غزوہ خندق کے بقیہ حالات)

میور صاحب کے اس دلچسپ نوٹ میں جو یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اس دن مسلمانوں کی ساری نمازیں وقت پر ادا نہیں ہو سکیں یہ درست نہیں ہے بلکہ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے بات صرف یہ ہوئی تھی کہ چونکہ اس وقت تک صلوٰۃ خوف مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے بوجہ مسلسل خطرے اور مصروفیت کے صرف ایک نماز یعنی عصر بے وقت ہوگئی تھی جو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھی گئی۔ اور بعض روایات کی رو سے صرف ظہر وعصر کی نماز بے وقت ادا ہوئی تھی۔

علاوہ ازیں حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدوُدّ کے مقابلہ کے متعلق میور صاحب کا بیان بہت مختصر ہے۔ تاریخ میں یہ لڑائی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہے اور اس کے بعض حصے نہایت دلچسپ ہیں۔ دراصل عمرو ایک نہایت نامور شمشیرزن تھا اور اپنی بہادری کی وجہ سے اکیلا ہی ایک ہزار سپاہی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اور چونکہ وہ بدر کے موقع پر خائب وخاسر ہو کر واپس گیا تھا اس لئے اس کا سینہ مسلمانوں کے خلاف بغض وانتقام کے جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے میدان میں آتے ہی نہایت مغرورانہ لہجے میں مبارز طلبی کی۔ بعض صحابہ اس کے مقابلہ سے کتراتے تھے مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اجازت سے حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کے لئے آگے نکلے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی تلوار ان کو عنایت فرمائی اور ان کے واسطے دعا کی۔

حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر عمرو سے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص تم سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو تم ان میں سے ایک بات ضرور مان لوگے۔ عمرو نے کہا۔ ’ہاں‘ حضرت علی نے کہا ’’تو پھر میں پہلی بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مان کر خدائی انعامات کے وارث بنو۔‘‘ عمرو نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی نے کہا۔ اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ اس پر عمرو ہنسنے لگ گیا۔ اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ پھر اس نے حضرت علی کا نام ونسب پوچھا اور ان کے بتانے پر کہنے لگا ’’بھتیجے! تم ابھی بچے ہو۔ میں تمہارا خون نہیں گرانا چاہتا اپنے بڑوں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضرت علی نے کہا تم میرا خون نہیں گرانا چاہتے مگر مجھے تمہارا خون گرانے میں تامل نہیں ہے۔ اس پر عمرو جوش میں اندھا ہو کر اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرادیا۔ اور پھر ایک آگ کے شعلہ کی طرح دیوانہ وار حضرت علی کی طرف بڑھا اور اس زور سے حضرت علی پر تلوار چلائی کہ وہ ان کی ڈھال کو قلم کرتی ہوئی ان کی پیشانی پر لگی۔ اور انہیں کسی قدر زخمی کیا مگر ساتھ ہی حضرت علی نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ لگاتے ہوئے ایسا وار کیا کہ وہ اپنے آپ کو بچاتا رہ گیا اور حضرت علی کی تلوار اسے شانے پر سے کاٹتی ہوئی نیچے اتر گئی اور عمرو تڑپتا ہوا گرا اور جان دے دی۔

لیکن اس جزوی اور وقتی غلبہ کا عام لڑائی پر کوئی اثر نہیں تھا۔ اور یہ دن مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف اور پریشانی اور خطرے کے دن تھے اور جوں جوں یہ محاصرہ لمبا ہوتا جاتا تھا مسلمانوں کی طاقتِ مقابلہ لازماً کمزور ہوتی جاتی تھی اور گو ان کے دل ایمان واخلاص سے پر تھے مگر جسم جو مادی قانون اسباب کے ماتحت چلتا ہے مضمحل ہوتا چلا جارہا تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان حالات کو دیکھا تو آپؐ نے انصار کے رؤساء سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بلا کر انہیں سارے حالات جتلائے اور مشورہ مانگا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ساتھ ہی اپنی طرف سے یہ ذکر فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبیلہ غطفان کو مدینہ کے محاصل میں سے کچھ حصہ دینا کر کے اس جنگ کو ٹال دیا جاوے۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ’’یارسول اللہ! اگر آپ کو اس بارہ میں کوئی خدائی وحی ہوئی ہے تو سر تسلیم خم ہے اس صورت میں آپ بے شک خوشی سے اس تجویز کے مطابق کارروائی فرمائیں۔‘‘ آپ نے فرمایا ’’نہیں نہیں مجھے اس معاملہ میں وحی کوئی نہیں ہوئی میں تو صرف آپ لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے مشورہ کے طریق پر پوچھتا ہوں۔‘‘ سعدین نے جواب دیا کہ ’’پھر ہمارا یہ مشورہ ہے کہ جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کو کچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ واللہ ہم انہیں تلوار کی دھار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔‘‘ چونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو انصار ہی کی وجہ سے فکر تھا جو مدینہ کے اصل باشندہ تھے اور غالباً اس مشورہ میں آپ کا مقصد بھی صرف یہی تھا کہ انصار کی ذہنی کیفیت کا پتہ لگائیں کہ کیا وہ ان مصائب میں پریشان تو نہیں ہیں۔ اور اگر وہ پریشان ہوں تو ان کی دلجوئی فرمائیں۔ اس لئے آپ نے پوری خوشی کے ساتھ ان کے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور جنگ جاری رہی۔

جنگ کے دوران میں مسلسل مصروفیت اور پریشانی کی وجہ سے صحابہ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کئی کئی وقت کا فاقہ بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بعض صحابہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے فاقہ کشی کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہم کئی دن سے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے پھرتے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے شکم مبارک پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ ان فاقہ کشیوں کے ساتھ جنگ کے دوسرے مصائب نے مل کر مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ حالات پیدا کر رکھے تھے اور ہر وقت کے خطرے کے اندیشے کی وجہ سے جو اثر ان کے دل ودماغ اور اعصاب پر پڑتا تھا وہ مزید براں تھا۔ اور طبعاً اس مصیبت کا سب سے زیادہ بوجھ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر تھا۔ چنانچہ اُمّ سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ بہت سے غزوات میں رہی ہوں، لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے جس قدر سخت غزوہ خندق تھا ایسا کوئی اور غزوہ نہیں گزرا۔ اس غزوہ میں آپ کو بے انتہا تکلیف اور پریشانی برداشت کرنی پڑی اور صحابہ کی جماعت کو بھی سخت مصائب کا سامنا ہوا اور یہ دن بھی سخت سردی اور مالی تنگی کے دن تھے۔

دوسری طرف شہر میں مستورات اور بچوں کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو عموماً شہر کے ایک خاص حصہ میں جو ایک گونہ قلعہ کا رنگ رکھتا تھا جمع کروا دیا۔ مگر ان کی خاطر خواہ حفاظت کے لئے کافی مسلمان فارغ نہیں کئے جا سکتے تھے اور خصوصاً ایسے اوقات میں جبکہ میدان جنگ میں دشمن کے حملوں کا زیادہ زور ہوتا تھا مسلمان خواتین اور بچے قریباً بالکل غیر محفوظ حالت میں رہ جاتے تھے اور ان کی حفاظت کے لئے صرف ایسے مرد رہ جاتے تھے جو کسی وجہ سے میدان جنگ کے قابل نہ ہوں۔ چنانچہ کسی ایسے ہی موقع سے فائدہ اٹھا کر یہودیوں نے شہر کے اس حصہ پر حملہ آور ہو جانے کی تجویز کی جس میں مستورات اور بچے جمع تھے اور جاسوسی کی غرض سے انہوں نے اپنا ایک آدمی اپنے آگے آگے اس محلہ میں بھیجا۔ اس وقت اتفاق سے عورتوں کے قریب صرف ایک صحابی حسان بن ثابت شاعر موجود تھے جو دل کی غیر معمولی کمزوری کی وجہ سے میدان جنگ میں جانے کے قابل نہیں تھے۔ عورتوں نے جب اس دشمن یہودی کو ایسے مشتبہ حالات میں اپنے جائے قیام کے آس پاس چکر لگاتے دیکھا تو صفیہ بنت عبدالمطلب نے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پھوپھی تھیں حسان سے کہا کہ یہ شخص معاند یہودی ہے اور یہاں جاسوسی اور شرارت کے لئے چکر لگا رہا ہے اسے قتل کر دو تاکہ واپس جا کر وہ کسی فتنہ کا موجب نہ بنے۔ مگر حسان کو اس کی ہمت نہ ہوئی جس پر حضرت صفیہ نے خود آگے نکل کر اس یہودی کا مقابلہ کیا اور اسے مار کر گرا دیا۔ اور پھر انہی کی تجویز سے یہ قرار پایا کہ اس یہودی جاسوس کا سر کاٹ کر قلعہ کی اس سمت میں گرا دیا جاوے جہاں یہودی جمع تھے تاکہ یہودیوں کو مسلمان عورتوں پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہ پڑے اور وہ یہ سمجھیں کہ ان کی حفاظت کے لئے اس جگہ کافی مرد موجود ہیں۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور اس موقع پر یہودی لوگ مرعوب ہو کر واپس چلے گئے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 583 تا 588، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔

(الترغیب والترھیب جلد نمبر 1 صفحہ 78 باب الترغیب فی اکرام العلماء واجلالھم وتوقیرھم بحوالہ الطبرانی فی الاوسط)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

اعلان نکاح

مورخہ 14 جون 2024 بروز جمعہ مکرم طاہر احمد شاہ صاحب امیر ضلع شوپیان نے مسجد احمدیہ ماندوجن میں مکرم اسماعیل احمد شاہ صاحب مربی سلسلہ (بنگلور) کا نکاح عزیزہ مصباح مہرین بنت مکرم ناصر احمد ندیم صاحب کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ اکیس ہزار ایک سو گیارہ روپئے حق مہر کے عوض پڑھایا۔ اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد ابراہیم شاہ، سری نگر کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دینی علوم کی تحصیل کیلئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے جب داڑھی نکل آئی پھر ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا؟ طفولیت کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے دوسرے وقت پر ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ (ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 60 مطبوعہ قادیان 2018)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مجھے خوب یاد ہے کہ بعض طفولیت کی باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونیکے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے...... مختصر یہ ہے کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو۔

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ نمبر 60 مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

{1496} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ شیخ محمد حسین صاحب مرحوم مراد آبادی نے بیان کیا کہ اگلے روز جب میں چلنے لگا تو درویش صاحب سے ان کا ارادہ پوچھا۔ اس نے کہا کہ بس میں اب کہاں جاؤں گا ؟ آپ جائیں۔ میں تو، حضرت صاحب جو حکم دیں گے اس کے موافق کار بند رہوں گا۔ شیخ صاحب اس کو وہیں مہمانخانہ میں چھوڑ کر تنہا امرتسر واپس آگئے ۔ اگلے ہفتہ پھر گئے ۔ درویش صاحب سے دریافت پر اس نے یہ کہا کہ نمازیں مسجد میں جا کر پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت تک حضرت صاحب تشریف رکھتے ہیں حاضر رہتا ہوں اس کے بعد مہمانخانہ آ کر پڑ رہتا ہوں اور اللہ اللہ کئے جاتا ہوں ۔ حضرت صاحب نے کچھ خاص طور پر فرمایا نہیں اور مجھ کو کچھ کہنے کی یا دریافت کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اسی طرح جب حسب معمول تین چار دفعہ ہر ہفتہ پروف لے کر قادیان جاتا اور آتا رہا۔ اس شخص نے ہر دفعہ وہی جواب دیا جو اول دفعہ دیا تھا۔ آخر ایک دفعہ جو میں گیا تو اس نے حضرت صاحب کے بارہ میں تو وہی کیفیت ظاہر کی لیکن مجھ سے خواہش کی کہ چونکہ اب مجھے اپنی تلاش میں تو خدا تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمادی ہے، دو تین دن سے مجھے خیال آرہا ہے کہ اگر حضرت صاحب اجازت فرماویں تو میں اپنے متعلقین کی وطن جا کر خبر لے آؤں ۔ کیونکہ مجھے ان کے مرنے جینے کا اور ان کو میرا اس لمبے عرصہ تک کچھ پتہ نہیں ملا اور چونکہ میں خود حضرت صاحب سے دریافت کرنے کی جرأت نہیں رکھتا آپ اگر حضرت صاحب سے اس بارہ میں تذکرہ فرمادیں تو جیسا پھر حضرت صاحب کی طرف سے اشارہ ہوگا۔ میں اسی کے موافق عمل کروں گا۔ منشی صاحب نے فرمایا کہ جب میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے درویش صاحب کی اس خواہش کا ذکر کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! وہ بڑی خوشی سے جاسکتے ہیں کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ ضرور جا کر اپنے بال بچہ کی خبر گیری کرنی چاہئے ۔ جب اس کا جی چاہے وہ پھر آسکتا ہے۔ میں نے حضرت صاحب سے اجازت لے کر اس کو اندر بلا لیا تا کہ وہ حضرت صاحب کا ارشاد خود حضور کی زبان سے سن لے ۔ اس کی حاضری پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جاسکتے ہیں اور پھر جب چاہے آسکتے ہیں۔ اس پر اس نے بطور ورد و وظائف کچھ پڑھنے کے لئے دریافت کیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ”اتباع سنت اور نمازیں سنوار کر پڑھنا سب سے اعلیٰ وظیفہ ہے اس کے علاوہ چلتے پھرتے درود شریف، استغفار اور جس قدر وقت فراغت میسر ہو قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا کافی ہے۔ ہمارے ہاں الٹے لٹک کر یا سردی میں پانی میں کھڑے ہو کر چلہ کرنے کا خلاف سنت کوئی طریق نہیں ہے۔“ اس پر اس درویش نے باصرار کہا کہ میں چونکہ سن شعور سے ہی مجاہدات کا عادی ہوں اس لئے بطریق مجاہدہ اگر کچھ فرمادیا جاوے تو میں اب اس کے موافق کار بند رہوں گا۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت صاحب اٹھے اور اندر جا کر ایک پلندہ براہین احمدیہ کے اس حصہ کا جو اس وقت تک شائع ہوا تھا اٹھا لائے اور اس کو دے کر فرمایا کہ ”لو جہاں جاؤ اس کو خود بھی پڑھو اور دوسرے لوگوں کو بھی سناؤ۔ خدا نے اس وقت کا یہی مجاہدہ قرار دیا ہے۔“ منشی صاحب نے فرمایا کہ اس کے بعد ہم باہر آگئے ۔ اگلے روز وہ شخص میری معیت میں امرتسر آگیا۔ وہاں سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گیا پھر اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔

{1497} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”**کتب فقہ پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔**“

{1498} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ تو بخشنے کے لئے بہانے لبھدا ہے“ (یعنی تلاش کرتا ہے)

{1499} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں شیخ صاحب بھائی عبد الرحیم صاحب (سابق نام جگت سنگھ) نے اسلام قبول کیا، چند روز بعد موضع سرسنگھ جہبال سے جو شیخ صاحب موصوف کا اصلی گاؤں ضلع امرتسر یا ضلع لاہور میں ہے ان کے رشتہ دار جو خوب قدآور اور جوان تھے پانچ چھ کس قادیان میں شیخ صاحب کو واپس لے جانے کی نیت سے آئے۔ میں اس وقت حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے مطب میں بیٹھا ہوا تھا اور شیخ عبد الرحیم صاحب بھی وہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے فرمایا کہ ”اس کو اپنے گاؤں سیکھواں میں ہمراہ خود لے جاؤ۔“ چنانچہ میں نے فوراً تعمیل کی اور ہم دونوں سیکھواں پہنچ گئے چونکہ سیکھواں میں کثرت سکھ قوم کی تھی انہوں نے سکھ برادری سے میل جول کیا۔ بعد میں ہمارے مکان پر پہنچ گئے اور شیخ صاحب سے بخوشی مل ملا کر آخر مطالبہ کیا کہ ”ہم گاؤں سے باہر لے جا کر کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔“ اگرچہ شیخ صاحب اور ہم ان کے اس مطالبہ کو پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن ان کے جذبہ مطالبہ کو بوجہ رشتہ داری نظر انداز کرنا مناسب نہ خیال کر کے رضامندی دے دی گئی جب گھر سے باہر نکلے تو تھوڑے فاصلہ پر جا کر ایک میدان ہے جب وہاں پہنچے تو وہاں اور سکھ وغیرہ جمع تھے یہی گفتگو چھڑ گئی۔ شیخ صاحب نے رشتہ داران خود کو کہا کہ ”اگر تم زبردستی مجھ کو ساتھ لے جاؤ گے تو میں پھر آجاؤں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا۔“ اس پر ایک سکھ جو سیکھواں کا باشندہ اور روڑ سنگھ نام تھا، بڑے جوش سے بولا کہ ”خواہ مخواہ نرم نرم باتیں کرتے ہو۔ ڈانگ پکڑ کر آگے لگاؤ۔“ ہم بھی وہاں کھڑے تھے۔ اس سکھ کے جواب میں ہماری طرف سے ہمارے بڑے بھائی میاں جمال الدین صاحب مرحوم نے کہا کہ ”دیکھو! اگر شیخ صاحب عبد الرحیم جو ہمارا بھائی ہے اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ چلا جاوے تو ہم روک نہیں سکتے اور اگر زبردستی لے جانا چاہو تو پہلے ہم کو مار لو گے تو اس کو لے جاؤ گے ورنہ ہرگز نہیں لے جاسکتے ۔“ پس اس پر سلسلہ گفتگو ختم ہوا۔ آخر انہوں نے التجا کی کہ ہم اس کو الگ لے جا کر ایک بات کرنا چاہتے ہیں ۔ چنانچہ گاؤں سے کچھ فاصلہ پر چھپڑ (جوہڑ) تھا وہاں چلے گئے اور ہم بھی اپنے پہرے پر کھڑے رہے کہ آخر شیخ صاحب نے ان کی کوئی نہ مانی۔ وہ وہاں سے ہی واپس چلے گئے اور شیخ صاحب ہماری طرف آگئے ۔“ اس وقت ہم مع شیخ صاحب قادیان پہنچ گئے ۔ شام کی نماز کے بعد حضرت اقدس کے حضور تمام حالات بیان کئے گئے ۔ حضور علیہ السلام نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ ”مولوی صاحب نے بہت غلطی کی کہ قادیان سے باہر ان کو بھیج دیا۔ قادیان سے زیادہ امن کی جگہ کون سی ہے؟“

{1500} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ عائشہ صاحبہ بنت احمد جان صاحب خیاط پشاوری وزوجہ چوہدری حاکم علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء میں جب بڑا زلزلہ آیا تو ہم سب حضور علیہ السلام کے ساتھ باغ میں چلے گئے تھے۔ میں قریباً آٹھ سال کی تھی ۔ حضرت اماں جان نے باغ میں جھولا ڈالا ہوا تھا۔ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ میر محمد اسحٰق صاحب بنت پیر منظور محمد صاحب، میری بہن فاطمہ بیگم وفہمیدہ وسعیدہ بنت پیر افتخار احمد صاحب ہم سب جھولا جھول رہی تھیں ۔ جب میری باری آئی تو حضورؑ وہاں سے گزرے ۔ حضور علیہ السلام ہمیں دیکھ کر ہنسے۔

{1501} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحبؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل نے بواسطہ محترمہ مکرمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں اور رسول بی بی صاحبہ اہلیہ خورد بابو شاہ دین ہم دونوں رات کو حضور علیہ السلام کے پیر دبایا کرتے تھے ۔ ایک دن حضورؑ نے فرمایا کہ ”جب مجھے الہام ہونے لگے تو مجھے جگا دیا کرو۔“ حضورؑ کو الہام ہونا شروع ہوا تو وہ کہتی تھی کہ تو جگا اور میں کہتی تھی تم جگاؤ آخر میں نے کہا کہ حضورؑ کا حکم ہے اگر نہ جگایا تو گناہ ہوگا۔ ہم نے جگا دیا۔ حضورؑ نے دریافت کیا کہ تم نے کچھ سنا ہے یا تم کو کچھ معلوم ہوا ہے؟ میں نے کہا ”نہیں“، قلم دوات حضورؑ کے سرہانے تھی حضورؑ نے لکھ لیا۔ فرمایا کہ ”اب میں پہلے وقت تم کو ہی پہرہ پر رکھا کروں گا۔ بارہ ایک بجے الہام ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔“ ہمیں معلوم تھا کہ جب حضورؑ کو الہام ہونے لگتا تھا تو حضورؑ کو عموماً سردی محسوس ہوتی تھی جس سے کچھ کپکپی ہو جاتی تھی اور حضورؑ کچھ گنگنایا بھی کرتے تھے۔

{1502} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔لال پری صاحبہ پٹھانی دختر احمد نور صاحب کابلی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب ہم اپنے وطن سے آئے تھے تو میری آنکھیں بہت درد کرتی تھیں اور ہر موسم میں آجاتی تھیں ۔ وطن میں بھی علاج کیا۔ قادیان میں بھی بہت علاج کیا۔ کوئی آرام نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنی والدہ مرحومہ سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں جاؤں اور آنکھوں کو دم کراؤں ۔ شاید میں اچھی ہو جاؤں؟“ والدہ صاحبہ مرحومہ نے کہا کہ ہاں فوراً جاؤ۔ کوئی پیالی بھی دی تھی کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھوک بھی لے آنا۔ میں جب گئی تو حضرت چارپائی پر بیٹھے تھے۔ رخ مغرب کی طرف تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”کیوں لال پری! کس طرح آئی ہے۔“ میں نے ہاتھ آنکھوں پر رکھا ہوا تھا ۔ میں نے کہا کہ حضور آنکھیں دکھتی ہیں ، بہت علاج کیا اچھی نہیں ہوتیں ۔ آپ نے اپنی انگلی پر تھوک لگا کر میری آنکھوں کے اردگرد لگا دیا۔ فرمایا ”بس! پھر کبھی ایسی درد نہ کریں گی اور ہنس کر کہا۔ ”اچھی ہوگئی؟“ گھر آئی! میں نے آنکھیں کھول لیں ۔ پھر مجھے وہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

فلسطینیوں کیلئے دعائیں کرتے رہیں، ظلم کی انتہا دن بدن ہوتی چلی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ اب ظالموں کی پکڑ کے سامان کرے اور مظلوم فلسطینیوں کیلئے بھی آسانیاں پیدا فرمائے، مسلمان ممالک کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ انکی آواز ایک ہو اور وہ مسلمان بھائیوں کیلئے انکا حق ادا کرنے کیلئے کوشش کرنیوالے ہوں۔ (خطبہ جمعہ 15 دسمبر 2023ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو ہر احمدی کو، ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا اور وہ راستے دکھانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے راستے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/اپریل 2008ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

قرآن کریم کا حکم ہے اپنے لباس کو حیادار بناؤ اور حجاب رکھو، مردوں اور عورتوں کے درمیان فاصلہ رکھو، یہ اسلام کی تعلیم ہے اس میں کلچر کا کوئی تعلق نہیں لیکن جہاں ضرورت ہو وہاں interaction ہو بھی سکتی ہے، رابطہ ہو بھی سکتا ہے، بات بھی ہو سکتی ہے اگر کوئی لڑکی ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں اس کے ساتھ ریسرچ کرنے والے دوسرے ہیں تو علم حاصل کرنے کی حد تک آپس میں بات چیت بھی ہو سکتی ہے☆

اصل بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تقدس کو قائم کرنا ہے اور شرک نہیں کرنا، شرک کو چھوڑ کے اور بنیادی جو احکامات ہیں قرآن کریم میں ان کو سامنے رکھتے ہوئے بعض اچھی چیزیں جو تمہاری ٹریڈیشن میں شامل ہیں، وہ تم کر سکتی ہو، لیکن کسی کو یہ کہنا کہ تم نے یہ کرنا ہے، اور وہ اسلامی تعلیم میں نہیں ہے بلکہ تمہارے کلچر میں ہے تو وہ غلط ہے☆

ماں باپ کی تو ہر وقت عزت کرنی ہے، یہی قرآن کریم کا حکم ہے، سوائے اسکے کہ وہ شرک کی یا دین سے ہٹانے کی بات کریں اسکے علاوہ انکے سامنے اُف بھی نہیں کرنی ماں باپ کے اگر آپس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں اور اس پر اگر تم کہو کہ ماں کی سائیڈ لینی ہے یا باپ کی سائیڈ لینی ہے، تو کسی کی بھی سائیڈ نہیں لینی دونوں کو اگر سمجھا سکتے ہو تو سمجھاؤ، بہن بھائیوں کا جہاں تک سوال ہے وہاں اگر بہن بھائیوں سے صلح کے لیے اپنا حق چھوڑنا بھی پڑے تو چھوڑ دینا چاہئے☆

اسلام یہ تو کہتا ہے جہاں تمہارا حق بنتا ہے تم لو لیکن پہلے اس سے یہ کہتا ہے کہ دوسرے کے حق کا خیال رکھو

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق بھیجا اور ہمیں توفیق دی کہ ہم ان کو مان لیں اور آپ لوگوں کو توفیق دی کہ آپ وقف کر کے ان کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا رول play کریں، اپنا کردار ادا کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو (لجنہ اماء اللہ) برطانیہ کی (آن لائن) ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 رمئی 2022ء کو واقفات نو (لجنہ اماء اللہ) برطانیہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضورِ انور اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ واقفاتِ نو نے بیت الفتوح مورڈن، لندن سے آن لائن شرکت کی۔ ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حضور انور نے اس بابرکت نشست کے آغاز میں فرمایا کہ مجھے لگتا ہے واقفات نو کی بجائے سارے یوکے کی لجنہ اکٹھی کر لی ہیں۔ اس پر مکرمہ زینوبیہ احمد صاحبہ (انچارج کلاس واقفات نو) نے عرض کی کہ سب واقفات نو ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اچھا، پوری جماعت ایک طرف ہو گئی، واقفات نو ایک طرف ہو گئیں۔ پھر تو یہاں یوکے میں انقلاب آجانا چاہیے۔ ہمارے پاس اتنی تو واقفات نو ہیں۔ بعد ازاں حضور انور نے ازراہِ شفقت سوالات پوچھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ایک واقفہ نو نے عرض کیا کہ ہمارا مذہب اسلام ہے لیکن کچھ لوگ روایات اور مذہب کو mix کر دیتے ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ ہم زیادہ مذہب کی طرف رجوع کریں؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا مذہب اسلام ہے اور اسلام کے بارے میں ہمیں کہاں سے پتا لگتا ہے؟ اس پر واقفہ نو نے عرض کی کہ قرآن اور حدیث سے۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم source ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اس سنت کے بعد پھر حدیث ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی کام کر کے دکھایا جو قرآن کریم میں احکامات ہیں اور بعض باتوں کی اپنے عمل سے تشریح کی: یا اپنے ارشادات سے تفصیل بتائی جو احادیث میں آیا۔ تو اسلام کا بنیادی کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا، اس کی عبادت کرنا، اس کا حق ادا کرنا۔ دوسری بات یہ کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرنا۔ بندوں کے حق ادا کرنا اپنی social obligations جتنی ہیں ان کو پورا کرنا۔ obligations جو ہیں ان کو نبھانا اور اپنے morals کو دکھانا، اپنے اچھے اخلاق دکھانا۔ یہ چیزیں ہیں جو مذہب ہمیں کہتا ہے۔ اس کے علاوہ جو باتیں ہیں وہ بعض کلچر میں شامل ہو چکی ہوئی ہیں۔ بعض جو ایشین ہیں انڈو پاکستان کے، mix رہتے تھے ہندوؤں سکھوں کے ساتھ ان کے بیچ میں بعض کلچر شامل ہو گئے۔ شادی بیاہ کی رسمیں شامل ہو گئی ہیں۔ مثلاً شادی کی مثال ہے اس کے بعد رخصتانہ ہوتا ہے ایک روایت بن چکی ہے کہ رخصتانہ بھی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ بس نکاح جو ہے وہ شادی کا اعلان ہے۔ نکاح کے بعد بھی رخصت کر سکتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ بڑے ڈھول ڈھمکے کیے جائیں اور ہر ایک چیز کے فنکشن علیحدہ کیے جائیں۔ ایک مہندی کا فنکشن ہو اور ایک شادی کا فنکشن ہو۔ اسلام میں تو نکاح کا اعلان شادی ہے اس کے بعد ولیمہ ہے۔ ولیمہ کی دعوت۔ یہی دو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اسی طرح اسلام ہمیں کہتا ہے کہ اپنے لباس کو حیادار بناؤ۔ قرآن کریم کا بھی حکم ہے اپنے لباس کو حیا دار بناؤ اور حجاب رکھو۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان فاصلہ رکھو۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اس میں کلچر کا کوئی تعلق نہیں لیکن جہاں ضرورت ہو وہاں interaction ہو بھی سکتی ہے، رابطہ ہو بھی سکتا ہے، بات بھی ہو سکتی ہے۔ ریسرچ میں اگر کوئی پڑھ رہی ہے، لڑکی ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں اس کے ساتھ ریسرچ کرنے والے دوسرے ہیں تو علم حاصل کرنے کی حد تک آپس میں بات چیت بھی ہو سکتی ہے۔ باقی جو روایتیں ہیں وہ تو ادھر ادھر کی اکٹھی ہو چکی ہوئی ہیں۔ اب دنیا میں بے شمار ممالک ہیں، مختلف لوگ ہیں، مختلف قومیں ہیں، مذہب کے علاوہ ان کی اپنی traditions ہیں، افریقہ میں قبائل ہیں، tribes ہیں ان کی اپنی traditions ہیں۔ ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے جو چیز clash کرتی ہے اس کو چھوڑنا ہے۔ شرک جو ہے وہ نہیں کرنا۔ اصل بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تقدس کو قائم کرنا ہے اور شرک نہیں کرنا۔ شرک کو چھوڑ کے اور بنیادی جو احکامات ہیں قرآن کریم میں ان کو سامنے رکھتے ہوئے تمہاری traditions میں بھی بعض چیزیں شامل ہیں اچھی بھی ہوں گی وہ تم کرنا چاہو تو کر سکتی ہو۔ لیکن کسی کو یہ کہنا اگر یہاں کی برٹش عورت کوئی احمدی ہو جاتی ہے کہ تم نے یہ کرنا ہے، یہ کرنا ہے اور وہ اسلامی تعلیم میں نہیں ہے بلکہ تمہارے کلچر میں ہے تو وہ غلط ہے، نہ افریقنوں کو یہ کہنا کہ تم لوگ یہ کرو۔ ہاں افریقنوں کی بعض traditions اگر اللہ تعالیٰ کے مقابلے پہ نہیں، ان سے شرک کا کوئی اظہار نہیں ہوتا یا بنیادی اخلاق سے دور نہیں لے کر جاتیں تو وہ بھی اپنے کلچر میں رہتے ہوئے وہ کر سکتی ہیں۔ تو مختلف قوموں کے کلچر میں بعض بنیادی باتیں اچھی بھی ہیں، اگر وہ اسلام کی براہ راست تعلیم سے clash نہیں کرتی تو وہ ان کو اختیار کر سکتے ہیں۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب آپ جلسہ یا کسی اجتماع پر تشریف لاتے ہیں اور ہم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور ہاتھ ہلا رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ تم خوش ہوتے ہو تو میں بھی خوش ہو جاتا ہوں۔ میں بھی تمہیں ہاتھ ہلا دیتا ہوں۔ بس۔ جو تمہیں feel ہو رہا ہوتا ہے وہی مجھے ہو رہا ہوتا ہے کہ اچھے لوگ بیٹھے ہیں، احمدی بیٹھے ہیں، مخلص احمدی بیٹھے ہیں۔ پیار کرنے والے احمدی بیٹھے ہیں، خلافت کے وفادار احمدی بیٹھے ہیں۔ یہی feel ہو رہا ہوتا ہے۔

ایک اور واقفہ نو نے سوال کیا کہ کسی بھی رشتے میں جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لیے کس حد تک compromise کرنا چاہیے اور کس وقت اپنی self respect کو ترجیح دینی چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کس قسم کے رشتے ہیں۔ بعض بہن بھائیوں کے رشتے ہیں، بعض ماں باپ کے رشتے ہیں، بعض ماموں چچا کے رشتے ہیں، بعض خاوند بیوی کے رشتے ہیں، بعض ساس بہو کے رشتے ہیں۔ تو ہر رشتے کی مختلف نوعیت ہے اور جھگڑے کی نوعیت کیا ہے۔ جہاں تک ماں باپ کا سوال ہے ان کی تو ہر وقت عزت کرنی ہے، احترام کرنا ہے یہی قرآن کریم کا حکم ہے، سوائے شرک پر یا دین سے ہٹانے کی بات کریں اسکے علاوہ ان کے سامنے اُف بھی نہیں کرنی۔ ہر جگہ compromise ہی compromise ہے۔ ان کی تو خدمت کرنی ہے۔ ماں باپ کے اگر آپس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں اور اس میں اگر تمہیں ہو کہ ماں کی سائیڈ لینی ہے یا باپ کی سائیڈ لینی ہے تو کسی کی بھی نہیں لینی۔ دونوں کو اگر سمجھا سکتے ہو سمجھاؤ۔ بہن بھائیوں کا جہاں تک سوال ہے وہاں اگر بہن بھائیوں سے صلح کے لیے اپنا حق چھوڑنا بھی پڑے تو چھوڑ دینا چاہیے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ دوسروں کے حق کا خیال رکھو۔ اسلام یہ تو کہتا ہے جہاں تمہارا حق بنتا ہے تم لو لیکن پہلے اس سے یہ کہتا ہے کہ دوسرے کے حق کا خیال رکھو۔ اگر تم دوسرے کے حق کا خیال رکھو گے اور اس کے لیے دعا بھی کر رہے ہو گے کہ میں حق کا بھی خیال رکھنے والی ہوں اللہ تعالیٰ اس کو بھی عقل دے کہ یہ بھی بات سمجھ جائے اور لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں تو وہاں لڑائی جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ تیسری بات آجاتی ہے رشتہ داروں سے۔ اگر ماموں چچا بہن بھائی ہو، وہ تو ویسے ہی بزرگ بڑے ہیں اور ان سے روزانہ کا interaction تو ہوتا نہیں ہے روزانہ کا میل جول تو ہے کوئی نہیں۔ کبھی کبھار ملنا ہے تو ان سے اچھی طرح السلام علیکم کرو۔ ہر ایک سے سلام کرو خوش اخلاقی سے پیش آؤ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں۔ رہ گئی ساس بہو کی بات تو ساس بہو میں یہ ہے کہ ساسیں، اپنی عمر کے لحاظ سے ان کی عادتیں پکی ہو جاتی ہیں۔ ان کی جہاں تک عزت اور احترام کا سوال ہے وہ کرو اور عورتوں کو کرنا چاہیے۔ خاوندوں کو مستقل اپنی ساسوں کی شکایتیں بھی نہیں کرنی چاہئیں۔ اور صرف یہ کہنا چاہیے کہ دعا کرو کہ میں صحیح طرح کام کر سکوں۔ بات یہ ہے اگر اپنے اچھے اخلاق ہوں تو خاوند بھی رام ہو جاتے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی ڈھیٹ قسم کا آدمی ہو تو اور بات ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ساس ہے تو اس کے بھی اعلیٰ اخلاق یہی ہیں کہ بہو کا خیال رکھے۔ یہ تو اسلام کی تعلیم ہے کہ ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھو۔ بہو کو ساس کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے، ساس کو بہو کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔ بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور پھر ان کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے، اگر کوئی ایسی صورتحال پیدا کر دی ہے جس سے آپس میں کسی بھی قسم کی rift پیدا ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے۔ تو اعلیٰ اخلاق اگر ہوں تو انسان جو ہے وہ رام کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ جو تمہارے دشمن ہیں ان کو بھی تم اگر اعلیٰ اخلاق دکھاؤ تو وہ بہترین دوست بن جاتے ہیں۔ تو جو آپس کی رشتہ داریاں ہیں یا ایک مذہب میں رہنے والے ہیں وہ کیوں نہیں آپس میں ایک دوسرے سے اچھے اخلاق دکھا کے دوست بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا تو دعویٰ ہے کہ دشمن بھی تمہارا دوست بن جاتا ہے تو دوست جو آپس کے ایک ہی قبیلے کے ہیں، ایک ہی خاندان کے ہیں، ایک ہی گھر کے ہیں، ایک ہی قوم کے ہیں، ایک ہی مذہب کے ہیں وہ کیوں نہیں کر سکتے۔

ایک اور واقفہ نو نے سوال کیا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ جس طرح پہلے زمانے کے لوگ اپنی جنس کے مطابق اپنے آپ کو پیش کرتے تھے یہ طریقہ اب تبدیل ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر قدیم مصری زمانے میں مرد عام طور پر میک اپ استعمال کرتے تھے اور یہ ان کی مردانگی اور دولت کی علامت سمجھی جاتی تھی لیکن اب یہ بات gender norms کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں مرد عورتوں جیسا لباس پہننے لگیں گے اور عورتیں مردوں جیسا۔ حضور کی اس بارے میں کیا رائے

ہے کہ آج کل کے زمانے میں اس حدیث کا مطلب کس طرح سے لیا جا سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو generalise نہیں کر سکتے جو تم نے پہلے بیان کیا کہ مرد جو تھے وہ سنگھار کیا کرتے تھے۔ بعض traditions ہیں بعض قبیلوں کی اور ان کے بھی جو خاص فیسٹیول ہوتے تھے اس میں وہ ایک اپنا خاص قسم کا میک اپ کر کے یا dress پہن کے آیا کرتے تھے اور اسی طرح عورتیں بھی میک اپ کر کے اور dress پہن کے آتی ہیں۔ پرانے جو قبیلے ہیں Aboriginals ہیں آسٹریلیا کے یا ماؤری ہیں نیوزی لینڈ کے ریڈ انڈینز ہیں امریکہ وغیرہ کے، ان کے اپنے اپنے رواج ہیں اور پرانی قوموں میں بھی رواج تھے۔ اس کے حساب سے وہ لوگ کیا کرتے تھے لیکن یہ کہنا کہ عمومی طور پر مرد جو تھا وہ عورتوں کی طرح پہنتا تھا اور عورت بن جاتا تھا یہ غلط ہے۔ مرد کی تو نشانی یہی تھی کہ مردانگی ظاہر ہو۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی فرمایا کہ مرد کو مرد ہی نظر آنا چاہیے۔ لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب مرد عورت کی پہچان ہی رہ گئی ہے جو حسیں ہیں وہ ختم ہو جائیں گی جو preferences ہیں وہ بدل جائیں گی ترجیحات بدل جائیں گی۔ اس وقت ہر کوئی اپنا حق پہچاننے والا ہو نہیں گا اور اسی کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہ برائیاں پھیل رہی ہیں۔ اب جب gender چینج (change) کرنے کا رواج پیدا ہو گیا۔ اس قسم کی جو برائیوں میں انسان ملوث ہوتا ہے تو وہ خیال بھی اس لیے پیدا ہو جاتا ہے۔ ماحول اس پہ اثر ڈالنے لگ جاتا ہے۔ لڑکی کہتی ہے میں لڑکا بننا چاہتی ہوں۔ لڑکا کہتا ہے میں لڑکی بننا چاہتا ہوں یا نہیں بھی وہ بننا چاہتے تو بعض ایسی حرکتیں کرتے ہیں، لڑکوں نے بُندے پہن لیے۔ کانوں میں بُندے پہننے شروع کر دیے، لمبے بال رکھنے شروع کر دیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اور عورت میں فرق ہونا چاہیے۔ مرد کو اپنی مردانگی کے جو اصول ہیں اس کے مطابق مردانگی دکھانی چاہیے۔ اور عورت جو ہے وہ صنف نازک ہے اس کو اس کے حساب سے لباس میں رہنا چاہیے۔ تو جب یہ چیزیں بدل جاتی ہیں تو وہی آخری زمانے کی نشانی ہے اس وقت پھر، ایسے حالات جب بدلتے ہیں کہ جب سارا بگاڑ پیدا ہونے لگ جاتا ہے دنیا میں فساد پیدا ہونے لگ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے اپنے قریبیوں کو اپنے پیاروں کو دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجتا ہے اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ صحیح تعلیم بتا کے اور انسانوں کو ان کے حق بتا کے کہ تمہارے کام کیا ہیں بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دو مقصد لے کے آیا ہوں۔ ایک یہ کہ بندے کو خدا سے ملانا اور دوسرا یہ کہ بندوں کے آپس کے حقوق ادا کرنا اور وہ اعلیٰ اخلاق دکھانا۔ تو یہ اخلاق جو ہیں وہ کیا ہیں وہ یہی ہیں کہ جب بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو بنایا ہے اسی پہ چلے گا۔ نہ یہ کہ دنیا دکھاوے کے لیے دنیا کے پیچھے چل کے، ایک رسم بن گئی ہے۔ بعض تو بیمار ہوتے ہیں ان کو تو آپ چھوڑ دو لیکن اکثریت ایسی ہے کہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگوں کی دیکھا دیکھی فیشن کے طور پہ اس قسم کی حرکتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اللہ سے بھی دور چلے جاتے ہیں، دین سے بھی دور چلے جاتے ہیں دنیا میں بالکل ڈوب جاتے ہیں تو پھر ایسے لوگ جو ہیں اگر وہ صحیح رستے پر نہیں آئیں گے تو ان کو اللہ تعالیٰ سزا بھی دیتا ہے، ضروری نہیں ہے کہ اس دنیا میں سزا ملے اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے کہ جو تمہیں میں نے بنایا تھا وہ کیوں نہیں تم بن کے رہے۔ جو میں نے تمہارے پاس پیغام بھیجا تھا کہ یہ یہ اچھے اخلاق ہیں، یہ مذہب کی تعلیم ہے تم نے کیوں نہیں عمل کیا، تم نے مخالفت کیوں کی۔ کیوں دنیا میں ڈوبے رہے۔ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے کس طرح بندے کے ساتھ deal کرتا ہے لیکن یہی بات ہے کہ اس زمانے میں آزادی کے نام پر اور freedom of expression اور ہر قسم کا جو freedom ہے اس کے نام پر جو مرضی انسان چاہے کرنے لگ جاتا ہے اور یہ پھر برائیوں کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اس سے آہستہ آہستہ انسانی نسل بھی ختم ہو رہی ہے اور یہ برائیاں بڑھ بڑھ کے آخر میں جن قوموں میں زیادہ ہو جائیں گی وہ قومیں تباہ ہو جائیں گی جس طرح پہلی قومیں تباہ ہوتی رہیں۔

ایک اور واقفہ نو نے عرض کی کہ میرا سوال ہے کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ مثلاً انبیاء، خلفاء، شہداء، صالحین، صادقین کی اولاد دعائیں ملنے کے باوجود اور نیک نمونہ دیکھنے کے باوجود صحیح راستے سے ہٹ جاتے ہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہر ایک کا اپنا عمل ہے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا نہیں مانا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے سزا دے دی۔ غرق ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں پچھلے گذشتہ کئی خطبوں میں quote بھی کر چکا ہوں کہ فاطمہ! تم یہ نہ سمجھنا کہ تم پیغمبر کی بیٹی ہو تو تم بخشی جاؤ گی۔ تمہارے اپنے عمل جو ہیں وہ تمہیں بخشنے کی طرف لے کر جائیں گے۔ تو انبیاء بھی اور نیک لوگ بھی نیک نمونہ تو قائم کر دیتے ہیں لیکن اگر ان کے نمونوں کے اوپر عمل کوئی نہ کرے، چلے نہ کوئی، ڈھیٹ ہو، ضدی طبیعت ہو اور اس نمونے کو دیکھ کر بھی اگر نصیحت حاصل نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ وہ نیک آدمی کا بیٹا ہے یا بچہ ہے یا بیٹی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے اپنے عمل کیا ہیں، اس نے میری تعلیم پر عمل کیا ہے کہ نہیں۔ اور اگر نہیں کیا تو پھر اس کو سزا ملتی ہے اس دنیا میں یا اگلے جہان میں یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ تو وہ تعلیم تو ہر ایک کے لیے ایک ہے۔ اگر عقل مند انسان ہے تو وہ دوسرے سے نمونہ لے کے سبق حاصل کرتا ہے۔ نیک نمونہ دیکھ کر نیکیوں پہ عمل کرتا ہے۔ اگر کوئی بدفطرت ہے اور دنیا کی چیزوں اور دنیا کی چمک دمک نے اس کو زیادہ قائل کر لیا ہے یا اس کی ذاتی خواہشات زیادہ بڑھ گئی ہیں تو وہ پھر برائیوں میں پڑ جاتا ہے، قطع نظر اس کے وہ کس کا بچہ ہے کس کا بچہ نہیں ہے۔ یہ تو ہر ایک کا اپنا عمل ہے۔ انبیاء بھی نصیحت کرتے ہیں، ساروں کو ایک جیسی نصیحت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی تو سب مسلمانوں کو کرتے تھے۔ اگر individually ہر ایک کو کرتے تھے تو اپنے بچوں کو بھی کرتے تھے۔ اسی طرح نیک لوگ جو ہیں وہ نصیحت کرتے ہیں، اپنے بچوں کو بھی کرتے ہیں۔ اب کوئی نہ مانے اور ڈھیٹ ہو تو پھر اس کا کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے گھر گئے پوچھا تہجد نہیں پڑھی تو انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ جگا دیتا ہے تو جاگ جاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجیب لوگ ہیں کج بحثی کرتے ہیں کہ خود جس کام کو کرنا نہیں چاہتے اس پہ اللہ کا نام لگا دیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ خیر اس سے حضرت علیؓ کو سبق آ گیا۔ پھر انہوں نے تہجد کے لیے بھی اٹھنا شروع کر دیا تو حضرت فاطمہ کو بھی نصیحت اس طرح ہی فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ نصیحتیں ہیں، اگر کسی کو عقل ہے تو وہ ان پر عمل کر لے گا۔ نوح کے بیٹے کو نصیحت کی کہ آ جاؤ میرے پاس نہ بگڑو۔ اس نے عمل نہیں کیا وہ ڈوب گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے کو نصیحت کی اس نے عمل کیا وہ بچ گیا۔ تو یہ تو ہر ایک پہ depend کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ ضروری شرط ہے کہ ضرور نیک آدمی کا بچہ نیک ہو، ہاں عمومی طور پر نیک ہوتے ہیں۔ بعض برے بھی نکل آتے ہیں۔ تو وہ قانون قدرت ہے کہ اگر برائیوں کی طرف جاؤ گے تو برے بن جاؤ گے لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں اپنے بچوں کے لیے دعا کرنے والے لوگ ہیں چاہے وہ نبی ہیں صدیق ہیں یا یا صالح ہیں یا شہید ہیں کوئی بھی ہیں۔ اگر وہ نیک ہیں اور اپنے بچوں کے لیے دعا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کے دعائیں کرنے والے ہیں تو عموماً ان کے بچے بہتر ہوتے ہیں اکا دکا مثالیں ایسی ہیں جو برے بھی نکل آتے ہیں۔

ایک اور واقفہ نو نے عرض کیا کہ آج کل یہ رواج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی موضوع پہ اپنی کوئی ایسی رائے دیتا ہے جو trend سے الگ ہوتی ہے یا جو مذہب کی بنیاد پر ہوتی ہے تو لوگ اسے ostracize کر دیتے ہیں۔ اس ٹرینڈ کو آج کل کینسل کلچر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس ڈر کی وجہ سے کچھ نوجوان اپنی رائے نہیں دیتے اور اپنے دوستوں کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ تو اس صورت حال میں حضور انور کی واقفات نو کے لیے کیا نصیحت ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ تم لوگوں نے تو انقلاب پیدا کرنا ہے۔ ابھی میں نے کہا نہیں کہ اتنی زیادہ ماشاء اللہ ہو گئی ہو اب تو انقلاب پیدا کر دو۔ اسی رو میں بہ جانا تو ہمارا کام نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نبی بھیجتا ہے تو اس وقت بھیجتا ہے، جب زمانہ بہت زیادہ بگڑ چکا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے بھیجا تو قرآن شریف میں بھی کہا ہے کہ اس وقت بحر و برّ میں فساد برپا ہوا تھا ہر جگہ لوگ بگڑے ہوئے تھے۔ تو ان کی اصلاح کے لیے بھیجا اور عیسائی بھی مانتے ہیں یہودی بھی مانتے ہیں کہ وہ زمانہ بہت بگڑا ہوا تھا۔ لوگ مذہب سے دور ہٹ رہے تھے۔ اور ان کی اصلاح کے لیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کا طریقہ کیا ہے، کس طرح عبادت کرنی چاہیے، اچھے اخلاق کیا ہیں، تمہارے سے مذہب کیا چاہتا ہے اور اس کا اثر ہوا اور دنیا میں اس کا اثر پھیلا۔ اور جب عیسائیوں نے یہودیوں نے دیکھا کہ اسلام پھیل رہا ہے، مذہب کا اثر ہو رہا ہے تو انہوں نے بھی اس کے مقابلے میں لانے کے لیے اپنی تعلیم کو بہتر کرنا شروع کر دیا۔ اچھے اخلاق پھیلانا شروع کر دیے۔ لیکن عمومی طور پر وہ مانتے ہیں کہ انتہائی بگڑا ہوا زمانہ تھا۔ پھر بارہ سو سال چودہ سو سال کا زمانہ گزر گیا۔ پھر مسلمانوں میں بھی بگاڑ پیدا ہو گیا۔ پھر دوسرے مذاہب میں بھی اسی طرح دوبارہ بگاڑ پیدا ہو گیا۔ مذہب سے دور جانے لگ گئے۔ آج کل تو دیکھ لو کہ 65 فیصد سے زیادہ لوگ جو ہیں وہ خدا کو ہی نہیں مانتے۔ مذہب سے دور ہو چکے ہیں۔ دوسرے مذاہب والے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق بھیجا اور ہمیں توفیق دی کہ ہم ان کو مان لیں اور آپ لوگوں کو توفیق دی کہ آپ وقف کر کے ان کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا رول play کریں، اپنا کردار ادا کریں۔ تو لوگ تو مذہب سے کیونکہ دور ہٹے ہوئے ہیں اس لیے وہ مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں اور نہ صرف مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ جو انبیاء ہیں ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی انہوں نے caricature بنائے اور کارٹون بنائے اور مختلف قسم کے لطیفے بنائے اور غلط قسم کی باتیں کیں حرکتیں کیں، آج سے آٹھ نو سال پہلے۔ اور اب تک قرآن کریم کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ اب سویڈن ڈنمارک وغیرہ میں ایک بندہ ہے جو قرآن کریم کی بے حرمتی کر رہا ہے اور اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔ اسی طرح فرانس میں اسلام کی تعلیم پہ پابندیاں لگ گئیں۔ اور ملک بھی ہیں جو مسلمانوں کو غلط نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے اپنے جو عمل ہیں وہ ایسے ہو گئے ہیں کہ واقعی مذاق اڑانے والی باتیں بن گئی ہیں۔ غلط قسم کی ٹریڈیشنز شامل ہو گئی ہیں جن کو مذہب کا نام دے دیا ہے۔ تو ایسے حالات میں ہم احمدی ہیں جنہوں نے صحیح اسلامی تعلیم کو لوگوں کو بتانا ہے۔ اگر ہمارے اخلاق اچھے ہوں گے اچھے morals ہوں گے ہمارا علم ہوگا، دنیاوی علم بھی ہمارا ہوگا تو لوگ ہماری بات سنیں گے۔ جب ہم بحث کریں گے یا بات کریں گے تو لوگ دیکھیں گے کہ ہاں یہ پڑھا لکھا ہے یہ جاہل انسان نہیں ہے اس کو دنیا کا بھی علم ہے اور یہ سائنس کو بھی جانتا ہے اور اس کی جو approach ہے وہ بڑی سائنٹیفک ہے، philosophical approach بھی ہے اور اس approach کے ساتھ جب یہ argument کرتا ہے یا دلیل دیتا ہے تو اس کو ہمیں سننا چاہیے، دیکھنا چاہیے۔ پھر وہ مذاق نہیں اڑائیں گے۔ ہاں ڈھیٹ لوگ ہوتے ہیں بعض مذاق اڑانے والے، عمومی طور پر تمہیں وہ avoid تو کریں گے لیکن تمہارے سے بحث کر کے تمہارا مذاق نہیں اڑائیں گے اور اگر اڑائیں گے بھی تو انہی میں سے بعض لوگ اور پیدا ہو جائیں گے وہ کہیں گے یہ غلط طریقہ ہے ہم نے مذاق اڑایا ہمیں بات سننی چاہیے تھی۔ تو آہستہ آہستہ بات سننے والے بھی پیدا ہوتے جائیں گے۔ اور اس پہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کتنی مستقل مزاجی سے ہم یہ کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے ڈرنا نہیں اور رکنا نہیں۔ اپنے عمل سے، اچھے اخلاق سے اور اپنے علم سے جس کو بڑھا کر ہم نے لوگوں کو قائل کرنا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعا سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے یہ کام کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کام کو آگے بڑھائیں اور دنیا کو صحیح راستے پر چلانے کی جو ہمارا وعدہ ہے کوشش ہے اس کو ہم پورا کریں۔ اپنے اپنے حلقے میں اپنے اپنے جو تمہارے ماحول ہے یا جن لوگوں سے بھی تمہارا interaction ہوتا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ رہتا ہے یا تعلق قائم ہوتے ہیں ان کو اگر تمہارے بارے میں پتا لگ جائے کہ یہ مذہبی بھی ہے اور علمی بھی ہے اور بڑی دلیل سے بات کرتے ہیں تو پھر وہ تمہاری بات سنیں گے۔

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم غیر مسلمان vegans کو کیسے قائل کر سکتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا اخلاقاً غلط نہیں ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے balanced خوراک کھاؤ۔ گوشت بھی کھاؤ سبزی بھی کھاؤ۔ اور اگر کوئی کھانا پسند نہیں کرتا بعض لوگوں کو نہیں پسند ہوتا، گوشت نہیں کھاتے نہ کھائیں یا صرف اس لیے کہ جی ذبح کرنا جرم ہے اس لیے ہم نے نہیں کھانا تو پھر تو ہم سانس بھی نہ لیں۔ پانی میں بھی تو ہزاروں جراثیم ایسے ہیں جو ہمارے پیٹ میں جاتے ہیں، مر جاتے ہیں یا ہوا میں بھی پھر رہے ہوتے ہیں بہت سارے جراثیم وہ بھی ہمارے سانس لینے سے مر جاتے ہیں۔ پھر جو سبزی ہے، ہم جب اگاتے ہیں اس میں بھی تو کئی insects کو مار کے اگاتے ہیں۔ اگر وہ ظلم ہے تو پھر سبزی اگاتے ہیں، کھاتے ہیں، اتنی organic سبزی تو نہیں کر رہے ہوتے۔ اگر organic بھی ہو تب بھی ایک زندگی تو ختم کر رہے ہوتے ہیں ناں۔ تو جانور ذبح کر کے کھانا یا indirectly کھانا بات تو ایک ہی ہے۔ ایک زندگی وہ بھی ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم balanced تعلیم ہے۔ یہ نہیں کہتی کہ گوشت ہی کھاتے جاؤ اور نہ یہ کہتی ہے کہ صرف سبزیاں ہی کھاتے جاؤ۔ دونوں طرح کی چیزیں کھانی چاہئیں، balanced diet ہونی چاہیے اور nutritionally بھی یہ ثابت ہے کہ یہ balanced diet اگر ہو تو انسان کے جو جسم کی requirements ہیں وہ پوری ہوتی ہیں۔ باقی جو اس قسم کی موومنٹ میں شامل ہوتے ہیں وہ کتنے لوگ ہوتے ہیں؟ اکثر دنیا کی آبادی تو گوشت بھی کھا رہی ہے، سبزی بھی کھا رہی ہے کچھ بھی نہیں چھوڑتی۔ اسلئے زیادہ قائل کرنیکی ہمیں ضرورت کوئی نہیں ان باتوں میں بحث کرنیکی ضرورت کوئی نہیں، ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں پڑنے کی بجائے اور بہت سے مسائل ہیں جن پہ بحث کرو، تبلیغ کرو۔ اسلام کی تبلیغ اس سے نہیں رکنی چاہیے۔ تم یہ کہو اچھا ٹھیک ہے تم نے سبزی کھانی ہے بیشک کھاؤ لیکن تم اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ، اللہ کا حق ادا کرو اور دین سیکھو۔ جب وہ ایک طرف دین سیکھ لیں گے، اللہ کا حق ادا کرنے والے بن جائینگے تو جو vegan وغیرہ کی موومنٹ میں بلا وجہ ایک فیشن کے طور پر شامل ہو جاتے ہیں وہ بھی ہٹ جائیں گے ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 7 جون 2022)

……☆……☆……☆……

جماعت احمدیہ سینیگال کے جلسہ سالانہ منعقدہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

- جلسہ سالانہ کا مقصد تقویٰ کے راستے پر قدم مارنا ہے
- اپنی دُنیاوی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیتے ہوئے ہمیں نیکی کے راستے پر چلتے رہنا چاہئے
- آپ کو اپنی روحانی حالت کو مسلسل بہتر بنانے اور اپنے اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے
- اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق بنانے کی کوشش کریں، شرائط بیعت کے مطابق چلنے کی ہر ممکن کوشش کریں

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کو جو ایک الٰہی نظام ہے ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں
ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن کا قیام یہ سب بنیادی طور پر نظام خلافت سے منسلک ہیں
اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے پختہ تعلق بنائیں اور ہمیشہ اس سے وفادار رہیں
ایم ٹی اے دیکھیں اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر اپنے بچوں کو اس کی تاکید کریں
آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع اور تقاریب پر کی گئی تقاریر کو سننا چاہیے
اس سے آپ کا خلافت سے تعلق مضبوط ہوگا اور ایمان مستحکم

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ سینیگال 29، ۳۰ اور ۳۱/دسمبر ۲۰۲۳ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس واحد اور خاص مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس جلسہ سالانہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق کو قائم کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے عمل کے طریق کو سننا بیان فرمایا ہے۔ تاکہ ہر کوئی اپنی اصلاح کر سکے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کا جو مقصد حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے اگر ہم اس کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کو ایک فقرے میں یوں سمویا جا سکتا ہے کہ ”تقویٰ کے راستے پر قدم مارنا“۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس بیان سے ہمیں ایک بہت بڑا اسبق دیا ہے۔ اور اگر ہم اس سبق پر عمل کریں تو ہم اپنی زندگیوں میں بہت بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم دنیا کو مکمل طور پر خیرآباد کہہ دیں اور ہر کسی سے کامل طور سے کنارہ کشی کر لیں۔ بلکہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیتے ہوئے ہمیں نیکی کے راستے پر چلتے رہنا چاہیے۔ اور کوئی دنیاوی چیز ہمیں اس سے روکنے والی نہ ہو۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ اسے دوبارہ قائم کرے۔“ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۷-۲۷۸)

اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ آپ کو صرف اس بات سے خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کر لیا ہے۔ بلکہ آپ کو انتہائی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانا چاہیے اور آپ کو اپنی روحانی حالت کو مسلسل بہتر بنانے اور اپنے اخلاقی معیاروں اور رویّوں کو اس حد تک بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا تقاضا حضرت مسیح موعودؑ نے احباب جماعت سے کیا۔

اپنے خالق اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق بنانے کی کوشش کریں۔ شرائط بیعت کے مطابق چلنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یہ شرائط آپ کی زندگی کے لیے ایک مشعل راہ ہونی چاہئیں۔ اور اگر آپ خود کو ان میں ڈھالیں، اپنے جائزے لیں، غور وفکر سے کام لیں اور اپنے روزمرہ افعال کو بہتر کریں تو نہ صرف آپ بہترین احمدی بن جائیں گے بلکہ دنیا میں حقیقی انقلاب لانے والے بھی ہوں گے۔ ہر شرط بیعت میں لامتناہی حکمتیں ہیں۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر شرط بیعت پر خوب غور کرتے رہنا چاہیے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کو جو ایک الٰہی نظام ہے ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن کا قیام یہ سب بنیادی طور پر نظام خلافت سے منسلک ہیں۔ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے پختہ تعلق بنائیں اور ہمیشہ اس سے وفادار رہیں۔

ایم ٹی اے دیکھیں اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر اپنے بچوں کو اس کی تاکید کریں۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع اور تقاریب پر کی گئی تقاریر کو سننا چاہیے۔ اس سے آپ کا خلافت سے تعلق مضبوط ہوگا اور ایمان مستحکم۔

میں تبلیغ کے متعلق آپ کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی کے لیے ضروری ہے۔ آپ کو سینیگال کے تمام لوگوں تک احمدیت اور اسلام کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کے لیے دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں۔ اللہ آپ سب کو اس کام کی توفیق دے۔

آخر میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا یاد دلانا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم وغم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔“ (اشتہار ۷/دسمبر مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دلی دعائیں آپ کے ہمراہ ہوں۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق، اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2023)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تمہیں یہ بھی سُناؤں اس بیاں میں ✡ کہ عاشق کِس کو کہتے ہیں جہاں میں
وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر ✡ محبت کی کماں سے آ لگا تیر

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف ✡ جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ✡ ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

نبی کریم ﷺ کی انسانی جان کی قدر کا یہ حال ہے کہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کے لیے یہ ایک ترکیب نکالی کہ ایک جان کو قتل کرنا بہتر ہے تا کہ ان کے باقی لوگ بچ جائیں، یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 مئی 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی جان کی قدر کا کیا حال تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ کی انسانی جان کی قدر کا تو یہ حال ہے کہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کے لیے یہ ایک ترکیب نکالی کہ ایک جان کو قتل کرنا بہتر ہے تا کہ ان کے باقی لوگ بچ جائیں۔ یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے۔

سوال: سریہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہیں ہوتے تھے لیکن آپؐ دوسروں کو مہم کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

سوال: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ سفیان بن خالد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر جمع کیا ہے تو آپ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے ایک منفرد حکیمانہ عسکری فیصلہ فرمایا کہ بجائے اس کے کہ ایک فوج تیار کر کے سفیان کے مقابلے کے لیے بھیجی جائے اور دونوں طرف خون بہے زیادہ مناسب معلوم ہوگا کہ حکمتِ عملی سے اس باغیانہ لشکر تیار کرنے والے بانی مبانی کو ہی ختم کر دیا جائے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن اُنَیس نے سفیان بن خالد کو کس طرح پہچانا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن اُنَیس بیان کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے سفیان بن خالد کے متعلق مجھے جو کچھ بتایا تھا اس کی وجہ سے مَیں اسے فوراً پہچان گیا کیونکہ اسے دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی جبکہ مَیں کبھی کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے دل میں کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا۔

سوال: حضور انور نے ابوسلمہؓ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابوسلمہؓ کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابوسلمہ تھی۔ ان کی والدہ برّہ بنت عبدالمطلب تھیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضرت حمزہؓ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہوں نے ابولہب کی لونڈی ثُوَیبہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ پہلے انہی کے نکاح میں تھیں۔

سوال: بنو اسد کے رئیس طلیحہ بن خویلد کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ انتہائی بہادر انسان تھا اور مشہور تھا ملک عرب میں اسے ایک ہزار شہسوار کے برابر سمجھا جاتا ہے اور یہ بہت فصیح اللسان تھا۔ نو ہجری میں بنو اسد کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے اسلام قبول کیا تھا لیکن پھر مرتد ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نبوت کا جھوٹا مدعی بن کر فتنہ وفساد کا موجب بنا تھا اور آخر کار شکست کھا کر عرب سے بھاگ گیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدینہ آکر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر دم تک اسلام پر ثابت قدمی دکھائی۔ جنگِ قادسیہ اور دوسری کئی اسلامی جنگوں میں حصہ لے کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور اکیس ہجری میں ایک جنگ میں شہادت کا مقام پایا۔

سوال: سریہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن اُنیس جُہَنِیؓ انصار میں سے بنوسلمہ کے حلیف تھے۔ یہ بیعت عَقَبہ ثانیہ، بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شامل ہوئے۔ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے بنوسلمہؓ کے بُت توڑے تھے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ نے کب وفات پائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ نے شام میں 54 ہجری یا بعض روایات کے مطابق 74 ہجری میں وفات پائی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو سفیان بن خالد کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو بلا کر سفیان بن خالد کے سارے منصوبے کی تفصیل بتائی اور فرمایا کہ خاموشی سے جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔

سوال: حضرت ابوسلمہؓ جب دیکھا کہ دشمن بھاگ گیا ہے تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوسلمہؓ جب بنو اسد کے پڑاؤ کے مقام پر پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ دشمن بھاگ گیا ہے تو انہوں نے ان کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو بھیجا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ ان کے ساتھ ٹھہرا۔ باقی دونوں کو دو مختلف اطراف میں بھیجا اور ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ دشمن کا پیچھا کرتے ہوئے زیادہ دُور تک نہ جائیں اور اگر دشمن سے تصادم نہیں ہوتا تو واپس آکر رات انہی کے پاس قیام کریں اور یہ بھی تاکید کی کہ منتشر نہ ہوں، اکٹھے ہی رہیں لیکن دشمن سراسیمہ ہو کر اتنی تیزی سے بھاگا تھا کہ مسلمانوں کا کسی سے بھی سامنا نہ ہوا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے تمام مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ جو شخص بطور راہنما ساتھ گیا تھا وہ ساتھ ہی واپس لوٹا۔ ایک رات کا سفر طے کرنے کے بعد حضرت ابوسلمہؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس علیحدہ کیا۔ رہبر شخص کو اس کی خوشی کے مطابق مال دیا اور بقیہ مالِ غنیمت صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔ ہر صحابی کو سات سات اونٹ اور کئی کئی بکریاں ملیں اور یوں باقی سفر طے کرتے ہوئے یہ لوگ خوشی کے ساتھ قریباً دس دن کے بعد واپس مدینہ پہنچ گئے۔

سوال: حضور انور نے سریہ رجیع کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سریہ کو اس کے امیر مَرثَد بن ابی مَرثَد کی وجہ سے سریہ مَرثد بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے لیکن زیادہ معروف رجیع کا نام ہی ہے۔ رجیع بنو ھُذَیل کا ایک چشمہ تھا جو حجاز میں واقع ہے۔ اس کا موجودہ نام وَطِیَّہ ہے جو مکہ مکرمہ سے ستر کلومیٹر کی مسافت پر شمال میں واقع ہے۔ یہ سریہ صفر چار ہجری کے شروع میں رجیع کی جانب پیش آیا۔ ابنِ اسحاقؒ اور ابنِ ہشامؒ کے مطابق یہ سریہ جنگِ اُحد کے بعد تیسرے سال میں ہوا۔ بخاری کی شرح فتح الباری اور مَوَاہِب میں لکھا ہے کہ تیسرے سال کے آخر میں یہ ہوا۔

......☆......☆......☆......

خدا کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے (حضرت زیدؓ)
میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحابِ محمدؐ کو محمدؐ سے ہے (ابوسفیان)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17 مئی 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جس دن حضرت زیدؓ اور خبیبؓ شہید ہوئے اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جس دن حضرت زیدؓ اور خبیبؓ دونوں شہید کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا گیا کہ آپؐ فرما رہے تھے: وَعَلَيْكُمَا السَّلَامُ اور تم دونوں پر بھی سلامتی ہو۔

سوال: سریہ رجیع کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سریہ رجیع کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دے۔

سوال: حارث کی بیٹی نے حضرت خبیبؓ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی کہ بخدا! میں نے کبھی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خُبیب سے بہتر ہو اور پھر کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن ان کو دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے کھا رہے ہیں اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل بھی نہ تھا۔ کہتی تھیں یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے خُبیب کو دیا۔

سوال: سریہ رجیع کے بارے میں حدیث میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی سریہ کے طور پر حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجے اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ وہ سب تیر انداز تھے۔ وہ لوگ مسلمانوں کے نشانوں کے پیچھے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ کو پالیا اور صحابہؓ نے یہ کھجوریں مدینہ سے زادِ راہ کے طور پر لی تھیں۔ بنولحیان نے پہچان کے کہا یہ یثرب کی کھجوریں ہیں۔ وہ ان کے نشانات کے پیچھے گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو انہوں نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔ ان لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور انہوں نے ان سے کہا نیچے اتر آؤ یعنی مخالفین نے کہا نیچے اتر آؤ۔ تم اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دو۔ تمہارے لیے عہد و پیمان ہے۔ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ سریہ کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے بخدا! میں ایک کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ پھر آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دے۔ دشمنوں نے ان پر تیر چلائے اور انہوں نے حضرت عاصمؓ کو سات صحابہؓ سمیت قتل کر دیا۔ تین آدمی عہد و پیمان پر ان کے پاس اتر آئے۔ ان میں خُبیب انصاریؓ اور ابنِ دَثِنَہؓ اور ایک اَور شخص تھے ان کا نام عبداللہ بن طارق تھا۔ مخالفین نے تینوں کو قابو کر لیا۔ انہوں نے اپنے کمانوں کے تانت کھولے اور ان کو باندھ لیا۔ اس پر تیسرے شخص نے کہا یہ پہلی غداری ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ یقیناً ان لوگوں میں اسوہ ہے۔ ان کی مراد شہداء سے تھی۔ انہوں نے اس صحابی کو کھینچا اور انہیں اس پر مجبور کیا کہ وہ ان کے ساتھ چلیں۔ انہوں نے انکار کر دیا تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا اور وہ حضرت خُبیبؓ اور حضرت ابن دَثِنَہؓ کو لے گئے یہاں تک کہ ان کو مکہ میں فروخت کر دیا۔ حضرت خُبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدِ مَناف نے خرید لیا اور حضرت خُبیبؓ ہی تھے جنہوں نے حارث بن عامر کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ حضرت خُبیبؓ ان کے پاس قیدی رہے۔

سوال: حضرت عاصمؓ کے تیر دشمن سے لڑتے ہوئے ختم ہو گئے تو آپ نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ حَمَيْتُ دِيْنَكَ أَوَّلَ

نَہَارِیْ فَاحْمِ لِیْ لَحْمِیْ آخِرَہٗ کہ اے اللہ! میں نے دن کے شروع سے تیرے دین کی حفاظت کی ہے۔ اب دن کے آخر میں میرے جسم کی حفاظت تُو فرمانا۔

سوال: حضرت عاصم بن ثابتؓ کی نعش کی خدائی حفاظت کس طرح ہوئی؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: واقعہ رجیع کے ضمن میں یہ روایت بھی آتی ہے کہ جب قریش مکہ کو یہ اطلاع ملی کہ جو لوگ بنولحیان کے ہاتھ سے رجیع میں شہید ہوئے تھے ان میں عاصم بن ثابتؓ بھی تھے۔ تو چونکہ عاصم نے بدر کے موقعہ پر قریش کے ایک بڑے رئیس کو قتل کیا تھا، اس لئے انہوں نے رجیع کی طرف خاص آدمی روانہ کئے اور ان آدمیوں کو تاکید کی کہ عاصم کا سر یا جسم کا کوئی عضو کاٹ کر اپنے ساتھ لائیں تاکہ انہیں تسلی ہو اور ان کا جذبہ انتقام تسکین پائے۔ ایک اَور روایت میں آتا ہے کہ جس شخص کو عاصم نے قتل کیا تھا اس کی ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیئے گی۔ لیکن خدائی تصرف ایسا ہوا کہ یہ لوگ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زنبوروں اور شہد کی نرمکھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ عاصم کی لاش پر ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہیں اور کسی طرح وہاں سے اٹھنے میں نہیں آتے۔ ان لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ یہ زنبور اور مکھیاں وہاں سے اڑ جائیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر یہ لوگ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد جلد ہی بارش کا ایک طوفان آیا اور عاصم کی لاش کو وہاں سے بہا کر کہیں کا کہیں لے گیا۔ لکھا ہے کہ عاصم نے مسلمان ہونے پر یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ وہ ہر قسم کی مشرکانہ چیز سے قطعی پرہیز کریں گے حتّٰی کہ مشرک کے ساتھ چھوئیں گے بھی نہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب ان کی شہادت اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ خدا بھی اپنے بندوں کے جذبات کی کتنی پاسداری فرماتا ہے۔ موت کے بعد بھی اس نے عاصم کے عہد کو پورا کروایا اور مشرکین کے مس سے انہیں محفوظ رکھا۔

سوال: حضرت عاصمؓ کو حَمِیُّ الدَّبْر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عاصمؓ کو حَمِیُّ الدَّبْرِ بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ جسے بھڑوں یا شہد کی مکھیوں کے ذریعہ بچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد بھڑوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کی۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ زید بن دشنہ کی شہادت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: صفوان بن امیہ اپنے قیدی زید بن دشنہ کو ساتھ لے کر حرم سے باہر گیا۔ رؤساء قریش کا ایک مجمع ساتھ تھا۔ باہر پہنچ کر صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ نسطاس نے آگے بڑھ کر تلوار اٹھائی۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب رئیس مکہ نے جو تماشائیوں میں موجود تھا آگے بڑھ کر زید سے کہا۔ سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمدؐ ہوتا جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے اور اپنے اہل وعیال میں خوشی کے دن گزارتے؟ زیدؓ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ غصہ میں بولے۔ ابوسفیان! تم یہ کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے۔ ابوسفیان بے اختیار ہو کر بولا۔ واللہ! میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے ہے۔ اس کے بعد نسطاس نے زید کو شہید کر دیا۔

سوال: حضور انور نے حضرت مُعَتِّبْ بنِ عُبَیدؓ اور دوسرے مظلوموں کی شہادت کیا کیا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مُعَتِّب بن عُبَیدؓ لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گئے۔ دشمنوں نے ان تک رسائی حاصل کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کے علاوہ پانچ اَور صحابہؓ بھی اسی طرح مردانہ وار لڑتے لڑتے دشمن کے تیروں کی زد میں آ کر شہید ہو گئے۔ اس طرح کل سات صحابہؓ شہید ہو گئے۔ اب صرف تین صحابہؓ رہ گئے تھے حضرت خُبَیب بن عَدِیؓ، حضرت زَید بن دَثِنَہؓ اور حضرت عبداللہ بن طارقؓ۔

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09/مارچ 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم خورشید احمد صاحب (سٹیونج۔ یوکے)

6/مارچ 2024ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق کوٹلی کشمیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے تھا۔ آپ کا گھر پورے گاؤں میں اکیلا احمدی تھا۔ آپ کو شدید مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ایک مرتبہ مخالفین آپ کی دکان پر حملہ آور ہوئے اور دکان بند کروا دی۔ چنانچہ آپ کو تیس سالہ پرانی دکان بند کر کے نئی جگہ کام شروع کرنا پڑا۔ آپ انتہائی محنتی اور ایماندار ہونے کی وجہ سے پورے علاقے میں مشہور تھے۔ آپ کے گھر کے رستے بند کر دیے گئے، بچوں کو مارا پیٹا گیا اور سوشل بائیکاٹ کیا گیا مگر آپ ثابت قدم رہے۔ پاکستان میں آپ نے صدر جماعت کے علاوہ سیکرٹری وقف جدید، جنرل سیکرٹری اور دیگر کئی جماعتی خدمتوں کی توفیق پائی۔ 2011ء میں پاکستان سے یوکے آئے تھے۔ یہاں بھی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ زاہدہ مسعود صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری منیر مسعود صاحب (نائب امیر ضلع وناظم انصار اللہ علاقہ لاہور)

4/فروری 2024ء کو تقریباً 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا حضرت مولوی حافظ فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 8/ستمبر 1892ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کے نانا حضرت چودھری ولی داد صاحب رضی اللہ عنہ (آف کھاریاں) بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ مکرم چودھری سعد الدین صاحب مرحوم کی بیٹی اور مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔ مرحومہ نے بنیادی تعلیم کھاریاں شہر سے حاصل کی اور ہر امتحان میں وظیفہ حاصل کرتی رہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی فزکس میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ آپ گرلز کالج ساہیوال اور پھر کوئین میری کالج لاہور میں پڑھاتی رہیں جہاں سے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر دسمبر ۲۰۰۴ء میں ریٹائر ہوئیں۔ آپ ضلع ساہیوال اور اسلامیہ پارک لاہور کے علاوہ، لجنہ اماء اللہ بیت النور اور امارت ٹاؤن شپ لاہور میں بطور صدر لجنہ، سیکرٹری تحریک جدید اور نگران قیادت کے طور پر خدمت بجا لاتی رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد اور نوافل ادا کرنے والی تھیں۔ آپ کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شوق تھا۔ نہایت نفیس طبع، سلیقہ شعار اور اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔ غریب پرور، صدقہ و خیرات کرنے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ ہر تحریک پر لبیک کہتیں۔ اپنا زیور بھی اکثر اوقات پیش کر دیتیں۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ ہر عہدیدار کی بہت عزت کرتیں۔ انتہائی قناعت پسند اور صابر اور شاکر تھیں۔ گھریلو ملازمین سے حسن سلوک سے پیش آتیں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت بڑی عمدگی سے اسلامی طریق پر کی۔ انہیں قرآن کریم پڑھایا اور ان کی دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم سید بشیر احمد صاحب (آف یوکے) کی خوش دامن تھیں۔

(2) مکرم سید بشارت احمد صاحب (پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان) ابن مکرم سید بدر الدین احمد صاحب مرحوم (آف سونگڑہ صوبہ اڈیشہ۔ انڈیا)

7/فروری 2024ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت مولوی سید سعید الدین احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور دادا حضرت مولوی سید اختر الدین صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ مکرم چودھری محمد اسماعیل ننگلی صاحب مرحوم (درویش قادیان) کے داماد تھے۔ مرحوم نے 1976ء سے 2018ء تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کی متعدد نظارتوں اور صیغہ جات میں نہایت اخلاص اور مستقل مزاجی سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح دیگر جماعتی خدمتوں میں بھی پیش پیش رہنے والے خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے بڑے پابند اور دُعا گو انسان تھے۔ نماز تہجد کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ تھے۔ ایک خاموش طبع، ہمدرد، ملنسار، سادہ مزاج، مہمان نواز، قناعت پسند اور بہت ساری خوبیوں کے حامل ایک نیک انسان تھے۔ خلافت سے اخلاص و وفا اور عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید زبیر احمد صاحب بطور نائب ناظر امور عامہ قادیان خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ فوزیہ عارفہ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب (قادیان)

2/فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم ڈاکٹر مرزا محمد اقبال احمد صاحب مرحوم درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریب پرور، ملنسار اور بہت سی خوبیوں کی حامل ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(4) مکرم فضل کریم صاحب ابن مکرم چودھری شیر محمد صاحب (شیخوپورہ)

28/جنوری 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز، ہمدرد، صاف دل، ہنس مکھ، ملنسار، صُلح جُو طبیعت کے مالک، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ضرورت مند کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے جو بھی گھر یا ڈیرے پر آتا اس کی ہر ممکن مدد کرتے۔ گندم کی فصل آتی تو غریبوں کے گھروں میں بھجواتے۔ گاؤں میں غریب بچیوں کی شادی پر بھی مدد کیا کرتے تھے۔ تقریباً ۳۰ سال پہلے اہلیہ کی وفات ہو گئی تھی اس کے بعد سب بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کی۔ پسماندگان میں ۲ بیٹے اور ۵ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم محمد امین طاہر صاحب نائیجیریا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم چودھری عطاء الرحمٰن محمود صاحب (سویڈن) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

(5) مکرم محمد حَسبُونی صاحب (آف مراکش)

9/جنوری 2024 کو تقریباً 69 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک احمدی کے ذریعہ 2007ء میں انہیں حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایم ٹی اے دیکھنے کے لیے قسطوں پر ڈش خریدی اور پھر چھ عرصہ بعد بیعت کر لی۔ حضور انور کا پورا خطبہ بڑے خشوع اور توجہ سے سنتے تھے اور بسا اوقات ان کی آنکھیں نمناک ہو جاتیں۔ مرحوم کم گو تھے اور فضول گوئی سے بکلی اجتناب کرتے تھے۔ مالی قربانی میں باقاعدگی سے حصہ لیتے تھے۔ چندہ بھی بقایا نہ ہونے دیا۔ اسی طرح تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ بھی باقاعدگی سے دیتے تھے۔ ایم ٹی اے کے لیے بھی چندہ دیتے تھے۔ بڑے متقی اور پاک صاف شخصیت کے مالک تھے۔ وقار آپکے چہرہ سے ٹپکتا تھا۔ سنتے زیادہ تھے اور بولتے کم تھے۔ ایک کونے میں بیٹھے تضرع سے ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں جو احمدی نہیں ہیں۔

(6) مکرم عیسیٰ السِّباعی صاحب (آف مراکش)

25/جنوری 2024 کو 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے 6 ماہ ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد 2013ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے بہت محبت تھی۔ بہت خوش خلق، متقی، سب سے پیار کرنے والے اور صلح پسند انسان تھے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ سب سے ملنے میں پہل کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ اس آیت کے معانی بالکل درست سمجھے ہیں۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد لینے کا یہی مطلب ہے کہ آپ کی امت کو اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں کوئی نبی آئے تو امت ضرور اسے قبول کرے۔ یہی وہ عہد ہے جس کے تحت ہمارا ایمان ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمودہ پیش خبریوں کے عین مطابق اسلام کی تجدید کے لیے جب آپ کے غلام صادق اور روحانی فرزند حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور زمینی اور آسمانی نشانوں نے اس مسیح محمدی کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا تو تمام امت مسلمہ کا فرض تھا کہ وہ اپنے اس عہد کے مطابق جو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اپنے رب سے کیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ظلی، بروزی اور امتی نبی پر ایمان لاتے اور اپنی اور اپنی آنے والی نسلوں کی روحانیت کے سامان کرتے۔ مگر افسوس کہ بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے اپنے اس عہد کا پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو عقل اور سمجھ دے اور ان کی آنکھیں کھولے تا کہ وہ اس فرستادہ کو پہچان کر اس پر ایمان لانے والے بنیں۔ آمین

سورۃ الاحزاب کی اس آیت کے علاوہ سورت آل عمران کی آیت نمبر 82 میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے والے انبیاء سے بھی اسی قسم کا عہد لیے جانے کا ذکر ہے۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا، تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے۔ یہ حکم ہر نبی کی امت کے لیے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مؤاخذہ ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 133 تا 134)

سورت آل عمران کی اس آیت کے الفاظ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ یعنی سب نبیوں والا پختہ عہد کے ترجمہ کے فٹ نوٹ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: سب نبیوں والا سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی امتوں سے لیتے چلے آئے ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ 90 حاشیہ، زیر آیت سورت آل عمران نمبر 82)

اسی طرح سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت کے ترجمہ کے فٹ نوٹ میں حضورؓ فرماتے ہیں: اس میں سورۃ آل عمران کی آیت ۸۲ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر نبی کو اس کے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے۔ (تفسیر صغیر صفحہ 545 حاشیہ، زیر آیت سورۃ الاحزاب نمبر 8)

سوال: کینیڈا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ تدفین کے معاملہ میں عورتوں کے لیے اسلامی ہدایت کیا ہے، کیا وہ تدفین میں شامل نہیں ہو سکتیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 21 / جنوری 2023ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: عام حالات میں عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا گیا، لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن اس معاملہ میں ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ)

پس اس ہدایت کے تابع عام حالات میں تو عورتیں جنازہ کے ساتھ نہیں جاتیں۔ لیکن بعض اوقات کچھ لوگ جو سیدھے قبرستان آ رہے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوتی ہیں اور وہ ایسے قریبی عزیز ہوتے ہیں کہ انہیں میت کا چہرہ دیکھنے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ اسی طرح مغربی ممالک جہاں جنازہ اور تدفین کی صورتحال اکثر اوقات ایسی ہوتی ہے کہ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی مساجد میں نماز وغیرہ کے لیے آئی ہوتی ہیں، اور مردوں کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ عورتوں کو گھر چھوڑ کر پھر تدفین میں شامل ہوں۔ ایسی مجبوری کی صورت میں اگر عورتیں بھی قبرستان آ جائیں تو اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں لیکن ایسی صورت میں وہ تدفین کے وقت الگ رہیں گی اور تدفین میں وہ شامل نہیں ہوں گی، البتہ تدفین مکمل ہونے پر دعا میں شامل ہو سکتی ہیں۔

سوال: انڈیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس سوال پر مشتمل عریضہ تحریر کیا کہ YouTube پر جماعت کی Salat Series دیکھی جس میں نیت نماز کو تکبیر کے بعد دکھایا گیا ہے جبکہ alislam.org میں نیت تکبیر سے پہلے ہے۔ اس بارے میں وضاحت کی درخواست ہے کہ کیا نیت تکبیر سے پہلے ہے یا بعد میں ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 21 / جنوری 2023ء میں اس کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: نیت کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے اس کے لیے کوئی معین الفاظ بیان نہیں ہوئے، نماز کی نیت سے صرف اس قدر مراد ہے کہ انسان کے دل میں یہ ہونا چاہیے کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، زبان سے الفاظ کا ادا کرنا یا نماز شروع کرنے سے پہلے اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ االسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الانعام: 80) کے کلمات دہرانا کسی نص سے ثابت نہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’نماز کی نیت کرنا مگر صرف دل میں زبان سے نہیں۔‘‘ (دینیات کا پہلا رسالہ صفحہ 20)

نماز میں توجہ قائم رکھنے کے طریق بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’ساتواں طریق نماز پڑھنے کی نیت ہے۔ کیونکہ جب انسان اپنے نفس کو بتا دیتا ہے کہ اس کام کے لیے میں کھڑا ہونے لگا ہوں تو توجہ اس کی طرف ہی رہتی ہے۔ نیت سے یہ مراد نہیں کہ کہا جائے کہ پیچھے اس امام کے اتنی رکعت نماز منہ طرف کعبہ شریف وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ ذہن میں ہی نماز پڑھنے کی نیت کرنی چاہیے...... نیت دراصل قلب کی ہوتی ہے۔ مگر بعض لوگوں کو کھڑے ہوتے وقت پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا کرنے لگے ہیں۔ پس جب تم نماز پڑھنے لگو تو نماز پڑھنے کا خیال بھی کر لو اور سمجھو کہ کیا کرنے لگے ہو۔ جب یہ بات سمجھ لو گے تو اسی وقت سے تمہارے اندر خشیت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور جب خشیت پیدا ہو جائے گی تو توجہ بھی قائم رہ سکے گی۔‘‘ (ذکر الٰہی، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 520 تا 521)

جماعت کی طرف سے شائع شدہ فقہ کی کتاب میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ نیت کے معنے ارادہ کے ہیں: نیت کا تعلق دل سے ہے اس لیے دل میں یہ طے ہونا چاہیے کہ وہ کس وقت کی اور کتنی رکعت نماز شروع کرنے لگا ہے۔ منہ سے نیت کے الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں تو منہ سے اظہار نیت کے الفاظ نکالنے کو مستحسن بھی نہیں سمجھا گیا۔ (فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 71)

جماعتی لٹریچر میں غالباً سب سے پہلے حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مرتب کردہ کتاب فقہ احمدیہ مطبوعہ ۱۹۲۳ء میں نیت نماز کے لیے قرآنی آیت اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے الفاظ کو سہواً درج کر دیا گیا تھا، جس کا کوئی حوالہ اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔ (فقہ احمدیہ از حضرت حافظ روشن علی صاحب صفحہ 32 مطبوعہ 12 / مارچ 1923ء)

باقی جہاں تک نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے بعد وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے کلمات یا ثناء اور دیگر مسنون کلمات کے پڑھنے کا تعلق ہے تو احادیث سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر نماز شروع کرنے کے بعد مختلف کلمات پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کلمات دعا پر مشتمل ہیں اور بعض کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل ہیں۔ اس بارے میں کئی روایات آتی ہیں۔ ان روایات میں سے بعض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لمبی دعا پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے جس کا آغاز آپ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے کلمات سے فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَاب الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ)

صحاح ستہ میں سے ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں متعدد روایات بیان ہوئی ہیں جن میں اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درج ذیل الفاظ میں ثناء پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (سنن ترمذی ابواب الصلاۃ بَاب مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ کے کلمات پڑھتے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر تحریمہ اور سورت فاتحہ کی تلاوت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس دوران کیا پڑھتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں یہ دعا پڑھتا ہوں۔ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ) یعنی اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈال رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو دھو کر میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو کر صاف کر دے۔

پس یہ دعا ہے نیت نماز نہیں، نیت نماز کے لیے کسی قسم کے الفاظ دہرانے یا قرآن کریم کی کسی آیت کو پڑھنے کی کوئی سند موجود نہیں۔ لہٰذا ان چیزوں کو نیت نماز کے طور پر نہ تکبیر تحریمہ سے پہلے اور نہ ہی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھا جائے گا۔ بلکہ نیت کا تعلق چونکہ دل سے ہوتا ہے، اس لیے نماز شروع کرنے سے پہلے دل میں یہ ارادہ ہونا چاہیے کہ انسان کس وقت کی اور کونسی نماز پڑھنے لگا ہے۔ اس کے لیے کسی قسم کے الفاظ دہرانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اسی طرح تکبیر تحریمہ کے بعد جو ہم وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کی مسنون دعا پڑھتے ہیں، وہ نیت نماز کے طور پر نہیں پڑھتے بلکہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات یہاں پڑھے ہیں یا دیگر دعائیں پڑھی ہیں، اسی طرح آپ کی سنت کے تابع ہم یہ دعا یا یہ کلمات پڑھتے ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 18 مئی 2024)

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر11748: میں تیج خان ولد مکرم لال دین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم جنوری 1973 تاریخ بیعت 2003 ساکن گاؤں رتن گڑھ ضلع فتح آباد ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) 15 مرلہ زرعی زمین (2) 6 مرلہ میں مکان لال ڈور (3) 10 مرلہ پلاٹ لال ڈور۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 6400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالرؤف بھٹی   العبد : تیج خان   گواہ : منور احمد بھٹی

مسل نمبر11749: میں مانگے خان ولد مکرم ہرنام خان صاحب قوم احمدی مسلمان تاریخ پیدائش 10 مارچ 1953 تاریخ بیعت 2004 ساکن گاؤں گھرائے تحصیل ہانسی ضلع حصار ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) گاؤں میں ایک لال ڈورے کا مکان 90 گز میں ہے۔ (2) ایک دوکان لال ڈورے کے اندر 10/10 کی ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : روہت   العبد : مانگے خان   گواہ : داؤد احمد

مسل نمبر11750: میں سلمان خان ولد مکرم رتنا خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 8 ستمبر 1991 تاریخ بیعت 2004 ساکن گاؤں گھرائے تحصیل ہانسی ضلع حصار ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : انوپ خان   العبد : سلمان خان   گواہ : داؤد احمد خان

مسل نمبر11751: میں زرینہ زوجہ مکرم علی محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 30 اگست 1991 پیدائشی احمدی ساکن شِونگر گلی نمبر 18 پلاٹ نمبر 202 حصار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کی چین وزن لگ بھگ 12 گرام، بالیاں ایک جوڑی 3.5 گرام، انگوٹھی ایک عدد تین گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل تین جوڑی وزن اندازاً 15 تولے۔ حق مہر 30 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : علی محمد   الامۃ : زرینہ   گواہ : طاہر احمد طارق

مسل نمبر11752: میں بشیر عرف ببلو ولد مکرم سراج الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 4 جون 1984 تاریخ بیعت 1998 ساکن جماعت باس تحصیل نارنود ضلع حصار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ آبائی مکان باس میں ہے جو فی الحال مشترکہ 3 بھائیوں کا ہے۔ اس کے علاوہ خاکسار کی کوئی جائداد نہیں ہے۔ اگر کوئی جائداد آئندہ پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر کو دے دی جائے گی۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ونود خان   العبد : بشیر عرف ببلو   گواہ : ہوا سنگھ

مسل نمبر11753: میں رمضان ولد مکرم رام کرشن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 7 مارچ 1990 پیدائشی احمدی ساکن جماعت ملک پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ گاؤں میں آبائی مکان اور کچھ کھیت کی زمین ہے جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جب حصہ میں آئے گی تو اطلاع کر دی جائے گی۔ اور حصہ جائداد ادا کر دیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اجے کمار   العبد : رمضان   گواہ : رمضان

مسل نمبر11754: میں ماریہ کوثر زوجہ مکرم امیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 6 مئی 2001 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: کھرودی تحصیل گہلا ضلع کیتھل صوبہ ہریانہ مستقل پتہ: ڈنگوہ خاص تحصیل گناری ضلع اونہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: 80 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ زیور طلائی: کان کی بالی، ناک کی بالی، گلے کی چین، انگوٹھی (تمام زیورات اندازاً 8 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب 30 گرام اندازاً۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : امیر احمد   الامۃ : ماریہ کوثر   گواہ : حبیب خان

مسل نمبر11755: میں حلیم احمد ولد مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 45 پیدائشی احمدی ساکن کوروکشیترا مکان نمبر 1659 سیکٹر 5 بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) ایک عدد پلاٹ 13.3 مرلہ جلسہ گاہ گیٹ نمبر 6 کے سامنے کشمیری کالونی (2) والد حیات ہیں یمنا نگر میں ایک آبائی مکان کی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ (3) خاکسار جم چلا رہا ہے جم کا سامان ہے جس سے خاکسار کی فی الحال آمد ہے۔ جب یہ کام چھوڑوں گا تو کل سامان کا 1/10 فروخت کرنے کے بعد ادا کروں گا۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حبیب خان   العبد : چودھری حلیم احمد   گواہ : اشوک کاٹھات

مسل نمبر11756: میں شبینہ احمد زوجہ مکرم حلیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 9 جون 1985 تاریخ بیعت 2017 ساکن ہاؤس 1659 سیکٹر 5 اربن اسٹیٹ کروکشیترا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: سونے کی ایک چین، ایک جوڑی جھمکے، بالی ایک جوڑی، تین عدد انگوٹھیاں، ایک جوڑی بالیاں، ٹاپس ایک جوڑی، کوکے 5 عدد۔ (کل وزن لگ بھگ 40 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: تین عدد چوڑیاں، پائل دو جوڑی، چوڑی 6 تولے (تمام زیورات 20 تولے) حق مہر 30000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حلیم احمد   الامۃ : شبینہ احمد   گواہ : حبیب خان

مسل نمبر11757: میں مونیکا زوجہ مکرم حبیب خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 25 ستمبر 1989 تاریخ بیعت 1999 ساکن آکاش نگر کروکشیترا ہاؤس نمبر 50 بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: سونے کی انگوٹھی، گلے کا ہار، کان کی بالیاں، ماتھے کا ٹیکا (اندازاً وزن آٹھ تولے 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 270 گرام۔ اس کے علاوہ خاکسار کی کوئی جائداد نہیں ہے۔ مکان کی کسی حکمت سے خاوند نے میرے نام رجسٹری کی ہے لیکن وہ خاوند کا ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حبیب خان   الامۃ : مونیکا   گواہ : اشوک کاٹھات

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 20 - 27 - June - 2024 Issue. 25 - 26

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

بنونضیر کے ایک سردار سلام بن مشکم نے بنونضیر کے یہودیوں سے کہا :

اَے یہود کی جماعت تم بیشک ساری زندگی میری مخالفت کر لینا لیکن آج میری بات مان لو، اللہ کی قسم محمد (ﷺ) کو تمہارے اس ارادے کی خبر کر دی جائے گی

● بنونضیر کی آنحضرت ﷺ کے قتل کی سازش ● اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ان کی سازش کی اطلاع ● غزوہ بنونضیر کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

غلام سرور صاحب شہید، راحت احمد باجوہ صاحب شہید کی شہادت اور انکے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ، ملک مظفر خان صاحب جوئیہ کا ذکر خیر اور ہر سہ مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 ؍جون 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج غزوہ بنونضیر کا کچھ ذکر کروں گا۔ قبیلہ بنونضیر کا تعارف یہ ہے کہ بنونضیر مدینہ کے یہود کا ایک خاندان تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ بنونضیر خیبر کے یہود کا ایک قبیلہ تھا اور ان کی بستی کو زہرہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے اس وقت بنونضیر کا سردار حیی بن اخطب تھا۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنونضیر کے اسی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ کتب کی تاریخ میں لکھا ہے کہ حیی بن اخطب کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون سے جا ملتا ہے۔ حیی کے نسب میں کئی اشخاص انبیاء کے شرف سے نوازے گئے جن پر اسے فخر تھا اور اسی گھمنڈ میں وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اس دنیا میں مہربان ہے اور آخرت میں بھی وہ ہم پر شفقت اور مہربانی فرمائے گا۔ وہ ہمیں گناہوں کی وجہ سے چند دن سزا دے گا اور بالآخر جنت ہی ہمارا ٹھکانہ ہوگا۔ اسی نسبی فخر اور تکبر کے باعث حیی نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کی تھی۔ قبیلہ بنونضیر مسجد قبا سے آدھے میل کے فاصلے پر تھا۔

غزوہ بنونضیر ربیع الاول چار ہجری میں پیش آیا۔ علامہ ابن کثیر اور ان کے علاوہ اکثر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ غزوہ بنونضیر غزوہ احد کے بعد ہی ہوا تھا۔ غزوہ بنونضیر کے اسباب کے متعلق بیان ہوا ہے کہ قریش نے غزوہ بدر کے بعد یہود کی طرف ایک خط لکھا کہ تمہارے پاس اسلحہ ہے اور تم قلعوں کے مالک ہو۔ یا تو تم ہمارے ساتھی کے ساتھ قتال کرو وگرنہ ہم تم پر چڑھائی کریں گے اور تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنی باندیاں بنالیں گے۔ جب یہ خط یہود تک پہنچا تو بنونضیر نے آپ ﷺ کے ساتھ دھوکا کرنے پر اتفاق کر لیا کیونکہ یہود کے قبائل تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے اور مسلمانوں کے تسلط اور طاقت کو جتنا جلد ہو ختم کیا جا سکے۔ اب انہوں نے سوچا کہ کوئی ایسا منصوبہ کیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تین ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آئیں اور ہم بھی اپنے تین علماء لے آتے ہیں وہ آپ کی بات چیت سنیں گے اگر ہمارے علماء نے آپ کی تصدیق کر دی تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے تین صحابہ کے ساتھ آنے کی بات مان لی۔ تین یہودی علماء بھی نکلے ان یہودیوں کے پاس خنجر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لے جانے کے لئے تیار تھے اور راستے میں ہی تھے کہ بنونضیر کی ایک خیر خواہ عورت نے ایک انصاری مسلمان کو بنونضیر کی اس ساری منصوبہ بندی کے بارے میں بتا دیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہود کے اس ارادے سے آگاہ کر دیا اور قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ یہود کے پاس پہنچتے آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور فوراً تیاری کا حکم دیا اور صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر بنونضیر کے قلعوں کی طرف روانہ ہو گئے اور جاتے ہی ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر ان کے رؤوساء کو پیغام بھیجا کہ جو حالات ظاہر ہوئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے میں تمہیں مدینہ میں نہیں رہنے دے سکتا جب تک کہ تم ازسرنو میرے ساتھ معاہدہ کر کے مجھے یقین نہ دلاؤ کہ آئندہ تم بدعہدی اور غداری نہیں کرو گے مگر یہود نے معاہدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اس طرح جنگ کی ابتدا ہو گئی اور بنونضیر نہایت متمردانہ طریق پر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ بنونضیر بدستور اپنی ضد اور عداوت پر اڑے رہے اور ایک باقاعدہ جنگ کی صورت پیدا ہو گئی۔

اس غزوہ کا ایک اہم اور فوری سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بئر معونہ سے واپسی پر حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے بنو عامر کے دو افراد کو قتل کر دیا تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا اب ان کی دیت کا معاملہ تھا۔ اس سلسلہ میں گفتگو کے لئے آنحضرت ﷺ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ وہ لوگ دیت کے معاملات میں مسلمانوں سے تعاون کریں گے۔ آپ ﷺ ہفتے کے دن نکلے۔ آپؐ نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد قبا میں نماز ادا کی پھر حسب معاہدہ بنونضیر کے پاس جا کر دیت کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ اپنے جن اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے ان کی تعداد دس سے کم تھی۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علی بھی تھے۔ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اُسَید بن حُضیرؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے نام بھی ملتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے وہاں پہنچ کر یہود سے دیت کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں ابوالقاسم آپ پہلے کھانا کھا لیجئے پھر آپؐ کے کام کی طرف آتے ہیں۔ اس طرح یہودیوں نے ظاہری طور پر تو بڑی خندہ پیشانی سے آپؐ سے بات کی لیکن در پردہ وہ آپؐ کے قتل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ ان کے گھروں کی ایک دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہود نے آپس میں مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ انہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو ختم کرنے کے لئے تمہیں اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا اس لئے بتاؤ کون ہے جو اس مکان کی چھت پر چڑھ کر دیوار پر سے ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر گرا دے تا کہ ہمیں آپ سے نجات مل جائے۔ اس پر ایک بدبخت یہودی عمرو بن جحاش بولا میں اس گھر پر چڑھ کر پتھر گرا کر محمد (ﷺ) کو نعوذ باللہ قتل کروں گا۔ جب یہ ساری مشاورت ہو رہی تھی اس وقت بنونضیر کے ایک سردار سلام بن مشکم نے کہا اے یہود کی جماعت تم بیشک ساری زندگی میری مخالفت کر لینا لیکن آج میری بات مان لو۔ اللہ کی قسم محمد (ﷺ) کو تمہارے اس ارادے کی خبر کر دی جائے گی اور یہ ہمارے اور ان کے درمیان معاہدے کی خلاف ورزی ہو گی لیکن یہود نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے عزم پر قائم رہے۔ حضور انور نے فرمایا آگے کے واقعات ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ میں بیان کروں گا کہ کس طرح آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور ان کے منصوبوں کو ناکام بنایا۔

حضور انور نے فرمایا: آخر پہ میں پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ ان پر آجکل پھر سختیاں وارد کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد پاکستانی احمدیوں کو بھی ان ظالموں سے نجات دلائے اور وہاں بھی ہمارے حالات بہتر ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر مقدمے اور تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

فرمایا جمعہ کے بعد مَیں جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر ہے مکرم غلام سرور صاحب شہید ابن مکرم بشیر احمد صاحب کا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا ذکر ہوگا راحت احمد باجوہ صاحب ابن مکرم مشتاق احمد باجوہ صاحب کا جو سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤ الدین کے رہنے والے تھے جن کو 8 جون کو شہید کر دیا گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک معاند احمدیت نے یکے بعد دیگرے فائر کر کے غلام سرور صاحب اور راحت باجوہ صاحب کو شہید کیا تھا۔ بوقت شہادت غلام سرور صاحب شہید کی عمر چونسٹھ سال جبکہ راحت باجوہ صاحب شہید کی عمر بتیس سال تھی۔ تفصیلات کے مطابق غلام سرور صاحب شہید احمدیہ مسجد سعد اللہ پور سے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر واپس جا رہے تھے کہ گھر کے قریب ایک معاند احمدیت سید علی رضا جو مقامی مدرسے کا طالبعلم تھا اس نے غلام سرور صاحب کا تعاقب کر کے پستول سے فائر کر دیا۔ سر میں گولی لگنے سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ وقوعہ کے بعد قاتل موقع سے چلا گیا اور گاؤں کی دوسری جانب جا کر ایک اور احمدی مکرم راحت احمد باجوہ صاحب کو بھی فائر کر کے شہید کر دیا جس کے بعد قاتل کی گرفتاری عمل میں آئی۔ قاتل نے پولیس کو اپنے اقراری بیان میں بتایا کہ ہاں میں نے مارا ہے، جنت حاصل کرنے کے لئے، اگر مجھے کوئی اور احمدی بھی نظر آجاتا تو میں اس کی جان لینے سے بھی گریز نہ کرتا۔ حضور انور نے فرمایا یہ مولویوں کے سکھائے ہوئے ہیں۔ مولوی یہ تعلیم دے رہے ہیں اسلام کی، اور بدنام کرنے والے ہیں اسلام کو۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد پکڑ کے سامان فرمائے۔ آمین۔

غلام سرور صاحب شہید ابن بشیر احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ انکے پڑدادا حضرت شرف دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے طاعون کے نشان سے متاثر ہو کر سعد اللہ پور کے دیگر احباب کے ہمراہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے توسط سے بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ پھر بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 1903ء میں مقدمہ جہلم کے موقع پر جہلم تشریف لانے پر آپؑ کی زیارت کی سعادت بھی ملی۔

حضور انور نے شہید مرحوم کے بے شمار اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور پھر دوسرے شہید مکرم راحت احمد باجوہ صاحب کی حسن وخوبیوں کا تذکرہ فرمایا۔ مکرم راحت احمد باجوہ صاحب، مشتاق احمد باجوہ صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم رشید احمد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے اپنے بھائی مکرم حفیظ اللہ صاحب کے ذریعہ 1978ء میں بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم بفضلہ تعالیٰ نظام وصیت میں شامل تھے جب بھی کسی احمدی کی شہادت کی انہیں اطلاع ملتی تو رشک سے اس امر کا اظہار کرتے کہ "رتبہ تو قسمت والوں کو ملتا ہے۔" حضور انور نے ان کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمانے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

اور آخر پر مکرم ملک مظفر خان جوئیہ صاحب کا ذکر خیر فرمایا جن کی گذشتہ دنوں 93 سال کی عمر میں وفات ہو گئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے ان کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمانے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور انور نے نماز جمعہ کے بعد ہر سہ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad